انا للہ و انا الیہ راجعون

# مصیبت نامہ

یعنی

مولوی فتح الدین صاحب مرحوم کا سچا قصہ

اور

# دنیا کا اشتیاق

مرحوم کی یادگار اور تسلی و نصیحت [illegible]

جناب مولوی سید صفدر حسین صاحب [illegible] نے تالیف فرمایا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

| جلیل القدر علماء کا پسندیدہ رسالہ | مفید الوارثین | فرائض و میراث کے علم کی بے مثل نادر [illegible] |
| --- | --- | --- |

میراث المسلمین کو جس شخص نے دیکھا نہایت پسند کیا اور بڑے بڑے معتبر علماء نے اسکے مضامین کی تصدیق و تقریظ فرمائی لیکن اکثر حضرات نے فرمایا کہ مضمون کسیقدر بڑھا دئے جائیں تو نہایت مناسب ہے اسلئے مؤلف کتاب نے نہایت محنت و جانفشانی سے ایک نہایت مفصل اور طویل عام فہم مستقل رسالہ علم فرائض میں تصنیف فرمایا میراث المسلمین کے تمام مضامین کو کامل تشریح اور وضاحت سے لکھدینے کے علاوہ علم فرائض کے فضائل اسکی حقیقت اسلام سے پہلے میراث تقسیم ہونیکا دستور میراث کی ابتدا اسکے احکام نازل ہونیکے قصے تجہیز و تکفین کا بیان - مریض کے اقرار اور وصیت و قرض و طلاق و مہر وغیرہ کا ایسا مفصل بیان جو کسی اردو کتاب میں موجود نہیں - تمام وارثوں کے مفصل حصے اور میراث جدات (یعنی نانی و دادی) کی [illegible] تفصیل [illegible]

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہم آمین یارب۔ زمانے کے بھی کیا تغیرات ہیں دنیا کیسی بدل رہی ہے زمانہ کیسے پلٹے کھاتا ہے آج مولوی
جمال الدین ہیں نہ کوئی اُن کی یادگار۔ ایک وہ دن تھا کہ بار بار آیا کرتے تھے اور اپنے حالات سنا کر دلوں کو
افسوس و حسرت سے بھرا کرتے تھے۔ آنکھ بند ہوتے ہی اُن کی ساری مصیبتیں ختم ہو گئیں تمام کلفتوں
کی انتہا ہو گئی۔ اُن کی باتیں یاد رہ گئی ہیں وہ بھی چند روز میں صفحۂ خاطر سے محو ہو جاویں گی ؎
بے نشاں نام بھی ہو جائیگا اک دن اپنا + خاک ہو جائیگا سنگِ سرِ مدفن کب تک + اس لئے احقر نے اُنکے حالات
تحریر میں لانا مناسب سمجھا جس سے علاوہ یادگار رہنے کے یہ بھی نفع ہو گا کہ دوسرے لوگ جو تکالیف
دنیا میں مبتلا ہو کر گھبراویں اُن حالات کو پڑھکر تسلی پاویں کہ دنیا کی راحت و تکلیف کا کچھ اعتبار نہیں بہت
جلد گذر جاتی ہے ؎ دوران بقا چو باد صحرا بگذشت + تلخی و خوشی و زشت و زیبا بگذشت + دنیا کی کوئی
مسرت ایسی نہیں جو ہمیشہ رہے اور کوئی کلفت ایسی نہیں جس کی انتہا نہ ہو ؎ نہ کوئی سکے بقا ہو نہ کسی راحت کو
دیکھ لو عالم فانی کا فنا ہو جانا + ایک روز ہم بھی باقی نہیں رہیں گے نہ ہمارا نشان۔ دنیا کا یہی حال ہے
قصص الاولین موعظۃ للآخرین ؎ چشم عبرت سے ذرا سیر چمن کر غافل + ملگئے خاک میں
لاکھوں گل رعنا کیسے + جن لوگوں نے ناز و نعم میں پرورش پائی تمام عمر چین کیا عیش اُڑایا۔ دکھ درد کا
کبھی نام بھی نہ جانا اُن کا بھی یہی انجام ہوا۔ چار ہاتھ کا کفن اور چار ہاتھ کا تنگ و تاریک گڑھا نصیب ہوا
... ناز و نزاکت کا نتیجہ مل گیا مٹی میں مل گئے عیش و عشرت کا پتہ نہیں آج مدفن میں
کفن پہنے ہوئے غافل جو چھوٹے بھی سمجھے تھے کمخواب و مشجر ہیں + اور جن لوگوں کی ساری عمر مصیبت میں
کٹی جس روز سے دنیا میں قدم رکھا تھا جب تک بدن میں سانس رہی مصیبتیں ہی جھیلتے رہے وہ بھی پیوند
خاک ہو کر دنیا کی کشاکش سے چھوٹ گئے نہ یہاں کی راحت کو بقا ہے نہ تکلیف کو ؎

غم و شادی میں ہوئی عمر دو روزہ آخر
کبھی زنداں کی کھائی کبھی گلشن کی ہوا

## پہلا بیان مولوی جمال الدین صاحب کے ابتدائی حالات

مولوی صاحب مرحوم ایک نہایت دیندار صابر اور قانع آدمی تھے خواہ مخواہ ہر کسی سے اپنا حال ظاہر نہ کرتے تھے کہ حال دل اپنا کسی سے نہیں کہنا چاہیے ہو سکے صبر تو خاموش ہی رہنا اچھا ہے ابتدائی واقعات اور پہلی زندگی کے زمانہ میں اگر کبھی مولوی صاحب کا حال دریافت کیا جاتا تو بڑے درد سے یوں کہہ کر خاموش ہو جاتے تھے کہ سرگذشت ہے بڑی [illegible] نہ سنو [illegible] داستان نہ سنو [illegible] [illegible] مرا دکھ بھرا افسانہ مری غم بھری کہانی لیکن زیادہ شناسائی اور کسی قدر بے تکلفی کے بعد ذرا چھیڑ دینے سے اپنا حال بیان کرنے لگتے تھے اور کہتے تھے کہ سرگذشت اپنی فسانہ ہے زمانے کے لئے کچھ سناتا ہوں تمہیں آج رلانے کے لئے۔ چنانچہ ابتدائی حال اس طرح بیان کرتے تھے کہ سرگذشت اپنی سناتا ہوں تو ہے سنو یہ کہانی نہیں ملتی کسی افسانے سے۔ یہ داستان میری سنو قصہ مجنون نہ سنو، وہ بھی کیا قصہ کہ جسکی کوئی بنیاد نہ ہو والدہ مرحومہ کہا کرتی تھیں کہ جب تم پیٹ میں تھے تمہارے والد نے سفر کا ارادہ کیا ہم نے رات کو سامان سفر درست کر کے رکھا کہ مسافر رات سے کرتا ہے سامان دن کی منزل کا۔ آدھی رات کے بعد چور آیا اور اسباب اٹھا کر چلا یا مکان پر چڑھ کر مع اسباب کو د گیا تمہارے والد کی آنکھ کھلی تو وہ بھی اسکے پیچھے [illegible] کوٹھے سے کود پڑے۔ اسکے پہلو میں ضرب آئی اور چور صحیح سلامت نکل گیا غرض وہ [illegible] بستر پر پڑ گیا تھا بستر دو دن کی تکلیف کے بعد دنیا سے رخصت ہو گئے کہ کب اجل ٹلتی ہے پر غم داستان بیکسی کی آن پہنچی جب گھڑی وقت کی ٹل سکتی نہیں۔ بیکسوں کی آس ٹوٹی دم کے ساتھ ہی تھا ہمارا ہم کو اسکی ذات کا تمہاری ایک چار برس کی بہن تھی جو ہر وقت باپ سے لپٹی رہتی تھی سب کو روتا دیکھ کر پوچھتی پھرتی تھی کہ کیوں روتے ہیں۔ دو چار پڑوسنے بیٹھ کر کفن دفن کا سامان کیا جب کفن سلنے لگا تو ہنستی پھرتی تھی کہ ابا کے واسطے نئے کپڑے سل رہے ہیں کہ غریب و بیکس و نادان بچی یہ نہ جانتی تھی کہ کیا سر پر پڑی ہے۔ جب باپ پہنچنے کے لئے رخصت ہونے لگا تو لڑکی کا حال نہ پوچھو ہر شخص کے پاؤں پر گرتی تھی کہ ہمارے ابا کو چھوڑ دو۔ اسے ہیں ابا کو کون لیجائے گا کہ افسوس رہ گئی زن و فرزند رہ گئے یہ احباب لیگئے انہیں سونپ کے مزار حبیب [illegible] اب مصیبت اور بیکسی کے سوا کوئی ہمدم و غمگسار نہ رہا مفلسی اور اس پر تنہائی پیچھے رہ گئے والوں کی خبر [illegible] وقت نے ناک میں دم کر دیا۔

سے کہ فلک نے ساتھ مصیبت کے غلطیاں کی ہیں۔ جو گھر میں فاقہ ہوا مہمان ہزار آئے تم سے کیا [illegible]
کچھ تنہائی پیچھے افلاس میں وہ بڑی تنگی گذرا وہ عشرت پرستش احباب سے وہ مکان رہن رکھ کر قرض لیا
اور مہمانداری کی رسم پوری کرنے کو لوگ آئے اور چلے گئے سب نے لی اپنے اپنے گھر کی راہ۔
زار و تمہاری بحال تباہ۔ باپ کے انتقال سے ڈیڑھ مہینا پیچھے جب تم پیدا ہوئے تو بڑی تنہائی اور
بیکسی کا عالم تھا۔ اندھیری رات خالی ہاتھ درد کی تکلیف مصیبت کا سامنا غرض خدا تعالیٰ نے رحم فرمایا
اور لڑکا ہونے کی خوشی نے عسرت و بیکسی کا غم دور کر دیا تمہاری اسی یتیم و بے خبر بہن کو بہت چاؤ کر چراغ
جلانے کے لیے اٹھایا بھائی ہونے کی خوشی میں دوڑی پھرتی تھی کہ کرتے کا دامن چراغ پر جا پڑا۔ کپڑے جلنے لگے
لڑکی چلانے لگی آہ اس مصیبت کا حال کیسے بیان کروں کہ شب اندھیری غضب کا پوچھنا کیا۔ بنا کی جو
میرے دم پر بنا کی۔ لاچار مجبور خود اٹھی دوڑی پانی ڈالا مٹی ڈالی آگ بجھائی لیکن اتنی دیر میں معصوم بچی
کا سینہ اور ہاتھ جل گئے بڑے بڑے آبلے پڑے ایسی تکلیف تھی کہ بکری کی طرح چلاتی تھی کہ ایسی تکلیف
نہ دکھلائے خدا دشمن کو۔ میری بچی نے مصیبت جو اٹھائی ہیں کہ ادھر زچا خانہ اور ادھر یہ مصیبت عجب مشکل کا
وقت تھا کہ کوئی بھی داستان کو میری سن کر رو لیں گے۔ کاہے کو جیتے تھے میں نے [illegible]
محلہ میں ایک حکیم صاحب رہتے تھے ان کی بیوی نے ذکر کیا۔ رحم کھا کر وہ لڑکی کو اپنے گھر اٹھوا لے گئیں
کہ رحم دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو۔ رحم جس دل میں نہیں وہ دل نہیں۔ دوا لگائی کوئی عرق لگایا
بچی کو چین آیا۔ دو تین دن ان کے مکان پر رہی۔ گردش تقدیر دیکھو حکیم صاحب کی پچاس روپیہ کی
نہایت خوبصورت گھوڑی کھڑے کھڑے تڑپنے لگی اور لوٹ پوٹ کر رات بھر میں تمام ہو گئی کہ اپنے
ہاتھ سے لے داغ چھٹنے کا نہیں کوئی۔ نہ رحم آتا ہے انسان پر نہ حیوانوں پہ رحم آیا۔ عورتوں کا کچا عقیدہ
اور خیال فاسد مشہور ہے۔ حکیم صاحب کی بیوی نے کہا کہ جلد اس لڑکی کو دفع کرو یہ سب اسی بدقدم
کی نحوست ہے کہ ایسا نہ ہو کہ فتنہ کوئی اور پہنچا۔ جو فتنہ گر ہے دور رہا وہ بیچارہ۔ لیکن حکیم صاحب
آدمی سمجھدار اور دیندار تھے۔ مراد آباد میں مولانا عالم علی صاحب کی صحبت میں رہے تھے انہوں نے فرمایا
کہ یہ سب تقدیر کی باتیں ہیں اور ہر چیز کا وقت اور موت حیات مقرر ہے اس میں کسی کی سعادت و
نحوست کو کیا دخل ہے کہ جو ہے تقدیر کا نقصان کہاں جاتا ہے۔ خیر دل سے تو راضی نہیں ہوئیں
لیکن شوہر کی فرمانبرداری اور صالحہ بی بی تھیں خاموش ہو رہیں۔ اگلے روز رات کے بارہ بجے [illegible]

[illegible] سو گئے [illegible] تھے کہ حکیم صاحب کے دروازے [illegible]
[illegible] مکان [illegible] راستہ کی [illegible] صاف آواز آئی [illegible]
[illegible] حکیم صاحب گھبرا کر باہر نکلے تار گھر کا آدمی ہوا [illegible] ہاتھ میں دیا اور کہا [illegible]
[illegible]
کہا [illegible] صاحب نے کہا تار لائے [illegible] جا کر [illegible] حکیم جی جلدی سے باہر
[illegible] میاں کہاں گئے حکیم صاحب کی آواز سنکر ایک پولیس کا چپراسی دوڑا آیا
[illegible] کو بلا کر لایا اس سے پوچھا کہ تار کہاں سے آیا ہے اس نے کہا مجھے
کچھ خبر نہیں شاید [illegible] کہ لکھنؤ سے بڑے وقت تار آیا ہے۔ لکھنؤ کا نام سنکر حکیم صاحب کے
ہوش اڑ گئے گھر میں جا کر کہا تو بیوی بیہوش ہو کر پڑیں [illegible] اب [illegible]
[illegible] حکیم صاحب کے دو نوجوان لڑکے لکھنؤ [illegible] پڑھتے تھے [illegible]
[illegible] پولیس کی کوئی آدمی پاس [illegible]
[illegible] ایک نوکر تھا وہ [illegible] رات کو اپنے گھر جا کر سو رہا تھا [illegible]
[illegible] ایک وکیل صاحب [illegible] قریب ہی ایک مکان میں رہتے تھے [illegible]
[illegible] ہر چند [illegible] کوئی آدمی [illegible] وکیل صاحب کا
[illegible] پاؤں [illegible] تار [illegible] حکیم صاحب کے ہاتھ میں دیا [illegible]
[illegible] آدمی [illegible]
[illegible] آدمی [illegible]
[illegible] لیکن [illegible]
[illegible] گھر [illegible] ایک مکان [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

باندھکر سو رہے تھے کہ آخر شب میں یکایک ... دو چار دفعہ بڑبڑا کر رہ گئے پھر زور سے حکیم صاحب جو کبھی بلا فیس
نہ دیکھتے تھے دروازے پر قدم رکھتے ہی ... صاحب کے مکان پر پہونچے اور ان کے غرارے کو برآمد
کر کے ملازم کو نگاہ ہی دیا ... پر پہنچ جائیں ... بارک ... آپ ان سے فارغ ہوا کریں ... اس پر کہا
کل اتوار ہے رات ... مولوی صاحب ... ۵ ... رات کو پہونچے بہت ... ہم
شوقی ... پکاری ... گھر پر ... حکیم صاحب ... تار گھر ... آگیا ... ہو ... تار
بابو ... ہمیں ... کر ... اپنی ...
تار گھر پہونچکر ہر چند اپنی چھڑی سے تار گھر کے کواڑوں پر تابڑ توڑ چلائی اور شور مچایا مگر صدا سے برنخاست
۵ میری آہوں نے ہلا ڈالا فلک ... ہمارے یار نے کروٹ نہ لی۔ تار گھر سے نکلکر چلے تو گلشن خان
ملگئے حکیم صاحب کو پہچان کر بہت جھک کر سلام کیا اور تعجب سے کہا کہ حضور اس وقت کہاں حکیم صاحب
نے حال کہا تو کہنے لگا بڑے خانصاحب کو بارہ بجے کی ریل میں سوار کرا کے آیا ہوں آپ کاغذ مجھے دیجئے
چھوٹے خانصاحب سے پڑھوا کر ابھی لاتا ہوں حکیم صاحب واپس آئے تو بیوی صاحبہ دروازے کی
دیوار سے لگی کھڑی تھیں۔ دور ہی سے پوچھا کہ خیریت سے گھر میں پہونچکر حکیم صاحب نے بی بی سے حال
کہدیا اور تسلی کی اور مونڈھا بچھا کر دروازے پر بیٹھ گئے اور حکیمنی صاحبہ نے جانماز بچھا کر دو رکعت نفل پڑھیں
کی صحت سلامتی کی دعائیں مانگنی شروع کی گلشن خان مکان پر پہونچے تو چھوٹے خان صاحب ابھی
کی نیند میں مست تھے ۵ کچھ جوانی کا نشہ کچھ مال کا۔ نیند کیوں ان کو نہ آتی چین سے۔ بہت پکارا تو
... کمبخت پڑھا سونے نہیں دیتا ابھی لیٹے ہیں۔ گلشن خان نے ڈرتے ڈرتے پھر
پکارا حکیم صاحب کا نام اور تار کا لفظ ... خان صاحب ... آنکھ ملتے ہوئے کیا ہے کیا ہے
گلشن خان نے تار کا ذکر کیا اور لیمپ کی روشنی تیز کر کے سامنے لا رکھا چھوٹے خان صاحب نے ہمیشہ
ولایتی ٹائپ کی چھپی ہوئی صاف شفاف خوشنما انگریزی کتابیں پڑھی تھیں تار بابو کے شکستہ اور بیحد
خط کو دیکھکر کہنے لگے واللہ تو کسی نے ویسے ہی لکیریں کھینچ دی ہیں مگر پھر بہت کچھ سوچتے رہے
گلشن خان نے کہا کہ حکیم صاحب کہتے تھے لکھنؤ سے تار آیا ہے۔ الہٰ ... کا نام ... خان صاحب نے
کہا ہاں ہاں لکھنؤ تو صاف پڑھا گیا اور پھر ذرا ٹھہر کر کہنے لگے کہ عبدالقادر اور عبدالمجید ... لکھا ہے
گلشن خان نے کہا کہ میاں حکیم صاحب کے بیٹوں کا نام تو عبدالقادر اور عبدالمجید ہے ... خانصاحب

کچھ نہ لگا کر ٹھیک ہے عبد اللہ میرا اور شہداللہ بھی لکھا ہے یعنی نام سے اور کچھ نہیں پڑھا جاتا [illegible]
لیٹا رہے گلشن خان نا رہے کہ حکیم صاحب کے مکان پر پہونچے جو ایک [illegible]
[illegible] انتظار کر رہے تھے [illegible] صاحب تھے لڑکوں کا نام اور لکھنؤ بتلایا [illegible]
[illegible] پڑھ گیا [illegible] سے جا کر ذکر کیا جو [illegible]
[illegible] سوا جب بات [illegible]
[illegible] کا لڑکا نعمت انگریزی اسکول میں پڑھتا ہے شاید دو سال گذرے
[illegible] معافی کی درخواست پر تصدیق کرانے آیا تھا گلشن خان کو اسی کے پاس بھیجنا
چاہئے حکیم جی گھر میں گئے تو گلشن خان چل دیے تھے اب حکیم صاحب لاچار ہو کر خود ہی اٹھے اور رحیمو کے
مکان پر جا کر [illegible] قریب تھا رحیمو حقہ کے دم لگا رہے تھے اور کھانس کھانس کر [illegible]
باتیں کر رہے تھے حکیم صاحب کی آواز پہچان کر دھک سے رہ گئے اور ننگے سر ننگے پاؤں ایک لنگوٹ کسے
ہوئے دوڑے دروازہ کھول کر سلام کیا کہ حضور کیا حکم ہے خیر تو ہے آپ نے ہمارے گھر [illegible]
کیا دل میں ترسے آج طبیب شہر آئی ہے قدم حضور کے آئے مرے نصیب کھلے جواب [illegible]
حکیم صاحب نے کہا نعمت کہاں ہے کہنے لگا حضور کیا عرض کریں جب سے [illegible]
ہے تب سے بات بھی نہیں کرتا اب بارہ بجے کہیں سے آکر پڑا ہے حکم ہو تو جگا لاؤں [illegible]
آپ ارشاد کریں جلد جگا لاؤں گا حکیم صاحب نے کہا ہاں بہت جلد نعمت کی زبان سے باتیں [illegible]
نعمت کو پہلے ہی جگا دیا تھا وہ بھی ایک چارپائی کا جھلنگا لئے ہوئے حاضر ہوا حکیم صاحب آ [illegible]
چارپائی بچھائی سرہانے حکیم جی پائنتی پر نعمت اور رحیمو سامنے زمین پر بیٹھ گئے نعمت کی ماں نے اندر
سے حقہ تازہ کر کے دیا حکیم صاحب کو کسی چیز کا ہوش نہ تھا کہا میاں نعمت [illegible]
[illegible] حضور کی نوازش سے [illegible] جماعت میں اس سال امتحان دیا ہے [illegible]
[illegible] حکیم صاحب نے کہا شاباش ذرا دیکھو تو یہ تار بھی تمہاری سمجھ میں آتا ہے نعمت ہاتھ میں لے کر
[illegible] پوچھا ماں سے کہا ذرا چراغ تو جلا [illegible] اتفاق سے ایک ہی دیا سلائی تھی وہ [illegible]
[illegible] بہت [illegible] وقت [illegible] کہا [illegible]
[illegible] رحیمو جا کر دیکھ [illegible] آکر [illegible]

چہارشنبہ روشن ہوا تو [illegible] ایک [illegible] سمجھ لیا کیونکہ وہ [illegible] اس [illegible]
جگہ [illegible] کام کیا [illegible] حکیم صاحب [illegible]
کہ بھائی عبدالحمید زیادہ بیمار ہیں آپ [illegible]
ہوئی لیکن بڑے لڑکے کی بیماری سے سخت تشویش ہوئی گھر میں پہنچ کر اطلاع کی تو بیوی بہت گھبرا
ہوئیں اور کہنے لگیں کہ دیکھئے میں نے [illegible] اس منحوس بچی کو گھر [illegible]
ہاں خدا خیر کرے ورنہ مجھے تو صبح سے آج [illegible] دوسری طرح کے آثار نظر آتے ہیں [illegible] اس آمد و رفت اور
پریشانی میں اڑھائی بج گئے تھے اور چار بجے لکھنؤ گاڑی جاتی تھی حکیم صاحب نے اسی گاڑی میں روانہ
ہونے کا قصد کیا کیونکہ دوسری گاڑی دن کے دو بجے جاتی تھی لڑکوں کی ماں نے ساتھ چلنے کے لئے اصرار
کیا جب حکیم صاحب نے سمجھایا مگر ایک نہ مانی اور دل نے ایک ہی [illegible] صبح [illegible]
کو لاکھوں [illegible] حکیم جی نے بھی خیال کیا کہ تنہا یہاں رو رو کر مر رہیں گی مجبور ہو گئے۔ چھمو اور نعمت [illegible]
تھے اور [illegible] ایک دو آدمی آ گئے صبح بھی قریب تھی سب سامان تیار کر کے نعمت کی ماں کے ہاتھ اس بڑی
بچی کو [illegible] کے پاس بھیج دیا اور خدا حافظ کہتے چلتے چلاتے [illegible] کہ اس کی دوا کرنا حکیم صاحب
سب سامان کر کے تیار ہو بیٹھے۔ چھمو گاڑی لینے کے لئے گیا جب چار بجنے میں پانچ منٹ رہ گئے
اور گاڑی نہ آئی بہت پریشان ہونے [illegible] آنکھوں میں [illegible]
[illegible] راہ میں آئی [illegible] جاتا ہوں [illegible] گاڑی [illegible]
[illegible] گاڑیان کے [illegible] گاڑی [illegible]
چھمو اور گاڑی [illegible] حکیم صاحب [illegible]
نہیں پہنچے تھے [illegible] سب کا دم [illegible]
قیامت منزل [illegible] حکیم صاحب [illegible]
چھمو دوڑ کر [illegible] کہا [illegible]
بھی دوڑ کر [illegible] حکیم صاحب [illegible]
[illegible]
نہیں جا سکتے [illegible]

پہنچے ہوئے اسٹیشن ماسٹر کی لڑکی کا علاج کیا تھا دوڑے کہ شاید اُن سے کچھ کام نکلے ؎ شاید
پہنچیں سے میری مرادیں حصول ہوں ؎ مگر معلوم ہوا کہ تین مہینے ہوئے اُن کا تبادلہ ہو گیا۔ دوسرے
بابو صاحب انہیں جو اُن کی جھیلوں سے بہت بھاگتے ہیں لو کر خوار از رحمت رحیم و سب حیران تھے
آہ کیا کریں اور لوٹ چلنے کا خیال باندھ رہے تھے کہ گاڑی میں سے اُتر کر مولوی شوکت حسین صاحب
آ نکلے ... صاحب خوش ہو کر آنے کا سبب پوچھا مختصر سلام و مصافحہ کے بعد حکیم صاحب نے
سارا کہا مولوی صاحب نے ایک اشرفی اور دس روپیہ کا نوٹ ہاتھ میں دیا اور کہا آپ گاڑی میں
بیٹھیں میں ٹکٹ لاتا ہوں۔ اب کیا تھا سب کی جان میں جان آگئی بستر اسباب اُٹھا کر ریل میں رکھا گیا
حکیمنی صاحبہ زنانی گاڑی میں سوار کرائی گئیں اور حکیم صاحب بھی قریب ہی ایک گاڑی میں بیٹھ کر
ٹکٹ کے منتظر ہوئے۔ ایک گھنٹی بجی دوسری بجی حکیم صاحب کو اضطراب شروع ہوا تھا کہ مولوی صاحب
لپکتے ہوئے آئے اور حکیم صاحب کے ہاتھ میں جو گاڑی سے کئی فٹ باہر نکلا ہوا تھا ٹکٹ رکھ دیا ٹکٹ
دیکھتے ہی حکیم صاحب نے کہا "اور دوسرا" مولوی صاحب نے کہا دوسرا کس کا۔ کہا حمیدہ کی والدہ بھی تو
ساتھ ہیں۔ مولوی صاحب دوڑ کر ٹکٹ گھر میں پہنچے ہی تھے کہ تیسری گھنٹی بجی اور گاڑی چلدی ؎
ہاتھ ملتے رہ گئے سب غمگسار ؎ چلی ہم کو اجل پامال کر کے ؎ اب کیا کر سکتے تھے۔ لکھنؤ پہنچے اور حکیم صاحب
کے بیٹھنے کی تدبیر سے جو اسٹیشن پر لازم تھے حمیدہ کی والدہ کا صرف معمولی محصول ادا کر دیا گیا۔ لڑکوں سے
پاس پہونچکر علاج معالجہ کیا اور سخت بیماری اُٹھا کر اُن کا ... اچھا ہو گیا۔ والدہ صاحبہ فرمایا کرتی تھیں کہ
حکیم صاحب تمہاری بہن کو میرے پاس بھیجکر جب لکھنؤ روانہ ہوئے تو اُس کی تکلیف و سوزش بہت بڑھی شروع
ہوئی زخم پک گئے اور پانچ دن کے بعد بیہوش ہو گئی۔ آہ آنکھیں کھولتی تھی اور دیکھتی اور کچھ نہ کہتی۔
؎ کیا کہوں اُس نے اُٹھائی ہے اذیت کیسی ؎ مرنے والی پہ پڑی سخت مصیبت کیسی ؎ خدا کے حکم
سے کچھ چارہ نہیں آخر [illegible] اس معصوم کی روح جنت کی چڑیوں میں جا کر مل گئی جو کچھ
رنج و غم ہوا اُس کو کیا بیان کروں ؎ بالا نشیں کو رنج و مصیبت سے خبر نہیں ؎ ہیہات دفنا
آئے اُسے لوگ قبر میں ؎ اُس کے بعد بہت سی تکلیفیں اُٹھا کر تم کو پالا۔ تمہاری عمر تین برس کی تھی
کہ وہ مکان جس میں رہتے تھے مہاجن نے نیلام کرا دیا۔ وہاں سے اسباب اُٹھا کر ایک قریب کے
مکان میں لے گئی۔ رات کو بارش ہوئی تو ساری کڑیاں گر گئیں ایک پھوس کے چھپر میں تمام رات تم کو

کچھ پیسے نکالے گاڑی پکڑی ... شہر پہنچ ... مال ... کو دے ہوتا ... خدا کا آسرا تھا اور ... تھی ... [illegible]
[illegible] روپیہ ماہوار آمدنی تھی اس کو بیچ کر مکان خریدے ... [illegible]
مفلسی میں گزارا ... [illegible] ... چار ہے جب تمہاری عمر پانچ برس سے زیادہ ہوئی تو تم کو
حافظ ... کے پاس ... [illegible] یہ تمہارے مرحوم باپ کے بڑے پکے دوست اور مشہور حافظ تھے
[illegible] ... حافظ جی بیمار ہو گئے اور پڑھانا چھوڑ کر خانہ نشین ہو گئے اور
اپنے بیٹے کو قائم مقام کر دیا چار ... حافظ صاحب کے بیٹے نے ... [illegible] کہا کہ تمہارے
ابا نے کبھی ایک کوڑی ہم سے نہیں لی۔ مگر اس بندۂ خدا نے کچھ ... [illegible] تو تم کو
کر دی۔ آخر حافظ صاحب مکان پر بلا کر خود پڑھانے لگے۔ ابھی ایک مہینہ بھی نہ گزرا تھا کہ رمضان المبارک
کی پانچویں تاریخ کو حافظ صاحب جنت کو سدھار گئے۔ اب سوائے اس کے کچھ ... [illegible]
پیٹ کاٹ کر چار آنہ ماہوار حافظ جی کے بیٹے کو دے اور پڑھانا شروع کیا۔ ایک روز کا ماجرا سنو حافظ
نے تقاضا کیا تم گھر پر ... آئے اور رونے لگے کہ چار آنے لیکر جاؤں گا گھر میں پیسہ کہاں تھا چار آنہ
کی ... چار آنے ... چھپکی چوڑی دیکر تم کو رخصت کیا تم دوڑے جا رہے تھے کسی کا گھوڑا بھاگتا ہوا آیا
تم ڈر کر بھاگے اور گر پڑے چوڑی ہاتھ سے چھوٹ کر غائب ہو گئی پھر روتے ہوئے گھر آئے۔ اب کوئی صورت
بن نہ پڑی ... تیسرے روز ہمسایہ کی عورت سے چار آنہ قرض لے کر تمہیں مُلا جی
کو ساتھ کر کے تم کو مکتب میں بھیجا۔ خدا معلوم اس کی چوڑی ملی ہو گی یا کیا ہوا حافظ جی نے چوڑی دیکھتے ہی کہا
[illegible] ... دوسری ... اب ... دکھلاتے ہیں ... [illegible]
پڑی اور بہت ... کے بعد ساڑھے تین آنے میں صرف کر دی گئی۔ دو ... [illegible]
پورے کر کے حافظ صاحب کے پاس پہنچے ایسی ہی مشکلیں اٹھا کر تین برس میں تم نے قرآن شریف
ختم کیا۔ حافظ جی نے بہت کچھ تقاضے کئے ... شکرانہ ... طلب کیا لیکن ان کا حق ادا ہو سکا

## طلب علم کے لیے مولوی جمال الدین صاحب کا سفر

[illegible]
اگر تم ہمارے ساتھ چلو ... [illegible]

پہنچے گاڑی سامان [illegible] مجھ کو تسلی دی [illegible] سے کام لیا اپنے کلیجے پر پتھر رکھا اور مجھے اجازت دی۔
[illegible] وقت میں راستہ [illegible] چیزیں [illegible] تھیں ہم [illegible] طرح دو چار کپڑے بنا دئے چلتے وقت
[illegible] روٹیاں پکا کر [illegible] باندھ دی [illegible] مسافر خراب ہو [illegible] اور [illegible]
[illegible]
[illegible] کلیجے سے لگایا دھاڑیں مار مار کر رونے
لگیں دونوں ہاتھ [illegible] بھی رو رہا تھا ان کا تو چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا تھا لیکن بھائی
[illegible] نے کہا [illegible] خدا حافظ کہئے ریل کے وقت میں تھوڑی دیر رہ گئی ہے ہوشیاری
اور [illegible] غفلت مسافر راہ میں [illegible] با دل ناخواستہ چھوڑا اور ان حسرت بھری آنکھوں سے
[illegible] نہایت پیار اور شفقت سے نظر ڈال کر بھرائی ہوئی آواز میں کہا کہ جا [illegible]
[illegible] دیکھئے پھر بھی نصیب میں تجھ کو دیکھنا ہے یا نہیں فرصت قضا نے دی
[illegible] خیال میں [illegible] جاؤں گی [illegible] روتا ہوا گٹھری سنبھال بھائی جی کے سا[illegible]
[illegible] روپے کھول کر بھائی جی کو دیئے ٹکٹ لیا سوار ہوئے جونپور کے قریب ایک
[illegible] وہ چونکہ ہمارے وطن میں نہیں ہوتے اس لئے بھیا سے اجازت لیکر
[illegible] چیخ چلا کر بیچنے والے کو پکارا اس نے کہا تین [illegible] میں نے کہا چار دو
[illegible] تو دیجئے ورنہ لیجائیے اس نے [illegible] اٹھا کر ہاتھ میں دئے اب [illegible]
[illegible] ہاتھ سے جاتا رہا دل جس [illegible] افسوس [illegible] کے لئے
[illegible] اتفاق سے بھائی کے پاس بھی پیسے نہ تھے اٹھنی تھی اور گاڑی چلنے کے
لئے سیٹی دے چکی تھی بس پھر کیا تھا [illegible] والے نے واپس لے لئے۔ اللہ اکبر اس وقت جس قدر
حسرت ہوئی وہ تمام عمر یاد رہے گی [illegible] اس وقت [illegible] سے ہوا پھر کبھی نہیں
ہوا [illegible] جونپور پہنچ کر بھائی صاحب نے ایک
عربی و فارسی پڑھانے والے [illegible] حافظ صاحب [illegible]
حافظ صاحب سے پڑھنے لگے حافظ صاحب [illegible] کھانا مقرر کر دیا اور وہاں ٹھہر کے
[illegible] بہت آرام سے رہتا [illegible] والدہ [illegible] مجھے [illegible] کرتی تھیں۔

# والدہ کا انتقال اور مولوی حبیبا کی بیماری

جونپور میں رہتے ہوئے تھوڑے ہی دن اطمینان سے گزرے تھے کہ والدہ کی سخت بیماری کا خط آیا کہ جو کچھ آنا ہے جلد آؤ [illegible] فقط دم آنکھوں میں مثل حباب باقی ہے [illegible] زندگی کی آخری [illegible] ہے [illegible] دل تو بہت پریشان ہوا لیکن تنہا جانا دشوار تھا [illegible] ایک [illegible] مجبوری کو دو دن انتظار کیا تیسرے روز خوش قسمتی سے ایک شخص ملیح آباد جانے والے مل گئے [illegible] ملاحظہ فرمائیے کہ وہ ایک اسٹیشن پر نماز پڑھنے اتر گئے [illegible] میں [illegible] گیا اور [illegible] ہم دل جلوں کو اور فلک نے جلا دیا [illegible] اپنا [illegible] خدا سے نہیں کوئی ناخدا اپنا [illegible] ایک [illegible] اور اسباب گاڑی [illegible] گیا [illegible] اسٹیشن پر [illegible] اسباب اتار لیا [illegible] والدہ بیمار ہیں مگر کوئی [illegible] [illegible] [illegible]

جب ملیح آباد کا اسٹیشن آیا مجھے اتار دیا مسافروں کی کثرت تھی ٹکٹ دینے میں میرا نمبر سب سے پیچھے آیا اتنی دیر میں گاڑی روانہ ہو چکی تھی بابو صاحب نے کہا تمہارا ٹکٹ ردی ہے تم دوسرا محصول ادا کرو ورنہ حوالات کیا جائیگا۔ ہر چند حال سنایا اور دوران میں ایک روز پڑے رہنے کا قصہ سمجھایا لیکن ایک نہ سنی [illegible] کون سنتا ہے فغان درویش [illegible] قہر درویش بجان درویش ہمارے پاس کوڑی نہ تھی [illegible] میں جانے والے لوگوں سے کہا کہ فلاں [illegible] کو خبر کر دینا [illegible] تو وہ لوگ ناواقف تھے اور پھر ان کو غرض کیا پڑی تھی کسی نے جا کر خبر نہ کی [illegible] برے وقت کس کام آتے ہیں۔ داغ۔ ہم اسٹیشن پر بیٹھے سو گئے رہے تین گھنٹے بعد دوسری طرف سے گاڑی آئی اس میں میرا سالا آگیا جو والدہ مرحوم کے پاس آیا ہوئے تھے مجھے بیٹھا ہوا دیکھ کر حال پوچھا اور کمرے کے اندر جا کر ایک روپیہ بابو صاحب کی نذر کیا اور مجھے ساتھ لے کر گھر پہنچا [illegible] بہت بری [illegible] سے چھڑا دیا [illegible] میری آہوں کا نتیجہ [illegible] گھر پہنچا تو دیکھا کہ والدہ کی آواز بند ہو چکی [illegible]

ہے یارائے گفتگو نہیں ہرگز زبان میں۔۔ مگر آنکھیں کھلی ہیں ہے کچھ ضعف نے کچھ یاس نے پامال کیا ہے
اٹھتی نہیں گردن کی طرح آج نظر بھی۔۔ آہ مجھے دیکھکر سر اٹھانا چاہا مگر نہ اٹھ سکا۔ ہاتھ پھیلا دے اور پکڑ کر گلے
لگالیا ہے اگلے ملنا خدا کے واسطے۔۔ اب قیامت تک جدا ہوتے ہیں۔۔ آہ آہ اُس حالت کو کیسے بیان
کروں جب ایک شفیق ماں زندگی سے مایوس زبان سے معذور اپنے بیکس بچے کو دیکھکر حسرتوں اور
آرزوؤں کو دل میں لئے ہوئے ہمیشہ کے لئے دنیا سے رخصت ہو رہی ہو ہے کونسا حال نہیں رحم
کے قابل میرا ہاتھ تھا ہوش نہیں تھا۔۔ رہا دل میرا۔ افسوس وہ کچھ کہنا چاہتی تھی مگر زبان نہ اٹھتی
تھی ہمسایہ کی ایک عورت کہتی تھی۔۔ اُس وقت کے پاس منہ تھا یہ شعر کہا کرتی تھی ہے ہم اسیروں کی ہے اک
بادِ صبا پرسانِ حال۔۔ پوچھ جاتی ہے کہ کیا باقی رہا صیاد میں۔۔ اُسکو میرا سہارا ملگیا تو رات کو وہ بھی نہ رہی۔
ہے آنکھوں سے آج دیکھا جاتا رہا ہے جو کاہ۔ سنتے تھے مدتوں سے کوئی نہیں کسی کا۔۔ نو دس بجے تک میں
جاگتا رہا۔ آخر لیٹا اور لیٹا کہ سو گیا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک مکان نہایت شکستہ اور ٹوٹا پھوٹا ہے اُسی میں
میں اور میری والدہ بیٹھے ہیں دوسرا مکان اُسی کے سامنے نہایت دلکش اور مکلف ہے وہاں سے
دو عورتیں آتیں اور میری والدہ کے بازو پکڑ کر اُس آراستہ و پیراستہ مکان میں لیجانا چاہا۔ میری والدہ
مجھکو ساتھ لیجانا چاہتی ہے اور بار بار میرا ہاتھ پکڑ کر کھینچتی ہے لیکن وہ عورتیں ہاتھ چھڑا دیتی ہیں آخر ایک دفعہ
والدہ نے میرا ہاتھ کھینچا اور عورتوں نے زور سے چھڑانا چاہا۔ اسی جھٹکے سے میری آنکھ کھل گئی۔ دیکھا تو
میری والدہ اپنے ہاتھ سے جس کی قوت بالکل زائل ہو چکی ہے میرے ہاتھ کو پکڑ کر کھینچتی ہے اور بیدار
کرنا چاہتی ہے گھبرا کر اٹھا اور دیکھا کہ والدہ کی آنکھیں پتھرا رہی ہیں لمبے لمبے سانس لے رہی ہیں مگر چراغ
گل ہو گیا ہے جلدی جلدی چراغ جلانے اُٹھا پانی سے بھرا ہوا گھڑا رکھا تھا ٹھوکر لگی دھم سے گرا۔
گھڑا پھوٹا پانی بہا اور کپڑے شرابور ہو گئے کانپتے ہوئے ہاتھ پاؤں سے دیا سلائی کو تلاش کیا بڑی
مشکل سے ملی مگر خالی ہے وقت پڑتا ہے تو ہر چیز دغا دیتی ہے۔۔ والدہ ہمیشہ چولہے میں آگ رکھتی تھیں
اسی خیال سے وہاں گیا لیکن اب وہاں کچھ نہ تھا۔ والدہ تو خود ہی سفر آخرت کی تیاری کر رہی تھیں چولہا
مدتوں سے ٹھنڈا پڑا تھا آخر چراغ ہاتھ میں لیکر گھر سے باہر نکلا۔ ایک بجے کا وقت۔ سب کے دروازے بند
ایک دروازے پر بہت چلایا مگر بے سود ہے نہ جواب آتا ہے واں سے نہ صدا آتی ہے۔۔ دور سے دیکھا کہ
سڑک پر لالٹین جل رہی ہے اُسی طرف چلا وہاں پہونچا تو بہت اونچی تھی ایک طرف سے چند اینٹیں اُٹھا کر

لایا اُن کو رکھکر چراغ تک ہاتھ پہونچایا اور بلا سوچے سمجھے چمنی کو پکڑکر اُٹھانے لگا وہ ایسی سخت گرم تھی کہ ہاتھ جل گیا اور ہاتھ سے چھوٹ کر گر پڑی اسی گھبراہٹ میں پاؤں لڑکھڑا گئے لالٹین سرک کر گر پڑی ہاتھ سے اپنا چراغ چھوٹ گیا اور میں زمین پر گر پڑا چوٹ تو ایسی لگی کہ اُٹھنے کی طاقت نہ تھی مگر والدہ کی حالت یاد کرکے اُٹھا اور لالٹین درست کرکے پھر چراغ جلانے کا ارادہ کیا تو چراغ ندارد ہاتھ سے چھوٹ کر بہت دور جا پڑا تھا۔ بڑی مشکل سے مل گیا لیکن بتی ندارد۔ کچھ نہ کچھ عارضہ رہا ہمسکو تھم گئے دست تو پھاڑ آیا باہر کرنے سکے۔ دامن میں سے ذرا سا کپڑا لے کر بتی بنائی اور چراغ میں رکھکر جلا کر لے چلا۔ کچھ تیل کی کمی کچھ ہوا کا زور۔ تھوڑی دور جاکر گل ہو گیا پھر لوٹا دوبارہ جلانا چاہتا تھا کہ دور سے چوکیدار چلایا کون ہے "پکڑنا" پکڑنا" یہ سنکر ہوش گم ہوتے قریب تھا کہ گر جاؤں لیکن سنبھل گیا اور بے تحاشا دوڑا چلا آتا تھا راستہ میں ایک بیل بیٹھا تھا اندھیرے میں اُس کی گردن پر چڑھ گیا وہ فوراً کھڑا ہو گیا۔ اگر گرتا تو جان کی خیر نہ تھی لیکن ہمت کرکے اُس کی گردن کو لپٹ گیا اور بیل نے دوڑنا شروع کیا بڑی مصیبت میں جان پھنسی نہ راہ رفتن نہ روئے ماندن ہے ۵ سخت مشکل ہے نہ چلتے اور نہ رہتے بن پڑے ۔۔ کیا مصیبت ہے نہ ہلاتے نہ بیٹھتے بن پڑے ۔۔ آخر اسی مصیبت کی سواری نے دوسرے محلہ میں پہونچا دیا وہاں قاضی قطب علی صاحب تہجد کی نماز پڑھ رہے تھے میری آہ و زاری اور واویلا سنکر نیت توڑکر دوڑے اور جب بیل ایک درخت کے پاس ذرا ٹھہرا تو فوراً مجھے گود میں کر اُتار لیا اور جان بچائی ۵ اُنھیں کو خضر کہتے ہیں فرشتہ ہیں یہ رحمت کا خدا غریق رحمت کرے جب اُن کو اپنا حال زار سنایا تو آپ ہی لالٹین لی اور مکان کے دروازے تک پہونچا گئے۔ یہاں پہنچا تو والدہ کا دم واپسیں تھا۔ ہمسایہ کی عورتیں بیٹھی تھیں میں نے ہر چند آواز دی مگر نہ آئی آہ والدہ نے ایک دفعہ آنکھیں کھولکر میری طرف حسرت بھری نگاہ سے دیکھا اور ہمیشہ کے لئے آنکھیں بند کرلیں ۵ عجب حسرت سے دیکھتی تھی مری اماں دم آخر ۔۔ یہی گویا کہ وہ نگاہ واپسیں ہے بولی ۔۔ سانس کی آمد و رفت موقوف ہو گئی ۵ فرصت قضا نے آہ دم واپسیں نہ دی ۔۔ ٹھہری نہ آہ زندگی مستعار حیف ۔۔ اب تو مجھ پر قیامت ٹوٹ پڑی۔ چلا کر آسمان سر پر اُٹھا لیا ۵ بہت میں نے رو رو کے دریا بہایا ۔۔ مگر رحم ہرگز قضا کو نہ آیا ۔۔ رونے دھونے کی آواز سنکر محلہ بھر جاگ اُٹھا۔ رحم دل ہمسائے اور بھی رحیم بخش آگئے ۵ غم میں بشر ہو کیوں نہ بشر کا شریک حال ۔۔ تڑپی جو موج آنکھ بھر آئی حباب کی ۔۔ کسی نے پیار کیا

اُسی نے سر پر ہاتھ رکھا تسلی دلاسا دیا عورتوں نے ہاتھ پاؤں سیدھے کر کے مردہ ماں کو کپڑا اڑھا دیا
اسی طرح صبح ہو گئی سب کا رنج و تکلیف و مصیبت کا ایسا سماں ہو گیا تھا کہ وہ بڑی رات ہو آخر تو صبح ہوتی ہے
محلہ والیوں نے تلاش کیا تو مٹی کی کٹھیا میں سے چار روپیہ کچھ پیسے کچھ کوڑیاں نکلیں لوگوں نے
اسی میں سب سامان کر دیا ہے رائے ٹھہری کہ اسکو کفنا دو۔ پیچا چاہا جلکر دفنا دو۔ اور شہر سے باہر
لیجا کر دوپہر کے بعد میری ماں کو زیر خاک کر کے مجھکو ہمیشہ کے لئے جدا کر کے تڑپا دیا ہے یہ وہ حالت
تھی کہ ہنستوں کو رلا دیتی تھی۔ جو ہنستا نے مجھے آتا تھا رولا جاتا تھا ہے زندگی تلخ تھی راحت نہ تھی آرام
نہ تھا۔ مجھکو رونے کے سوا اور کوئی کام نہ تھا۔ حکیم صاحب نے جنکا پہلے ذکر خیر ہو چکا ہے حال سنا
تو مجھکو اپنے پاس رکھنا چاہا لیکن ان کی بی بی صاحبہ نے پسند نہ کیا مجبور ہو گئے ہے اچھے اچھے
شیر مرد و پہلوان۔ عورتوں کے ہاتھ سے مجبور رہیں۔ سب کے مشورہ سے جونپور جانا قرار پایا مکان بیڑی
رحیم بخش کے سپرد ہوا روتا دھوتا گھر سے تنہا چلا ہے غریب چھوڑ کے اپنا وطن وطن سے چلے۔ پہلی
مرتبہ گھر کا جانا۔ امّاں جان کا بلائیں لے کر رخصت کرنا یاد آیا مگر کیا ہو سکتا تھا ہے خدا کے کام میں کیسا
دخل ہے اف کر نہیں سکتے۔ مرے جاتے ہیں یاد رفتگاں میں مر نہیں سکتے۔ اسٹیشن پر پہونچ کر
حکیم صاحب کے ملازم نے جونپور کا ٹکٹ لے دیا جونہیں گاڑی میں پاؤں رکھا ادھر سے گاڑی کو انجن کا
دھکا لگا میں الٹے منہ پیچھے کو گرا۔ زندگی تھی سر پھٹنے سے بچ گیا لیکن ہاتھ میں ضرب شدید آئی جانے
کے قابل نہ رہا ہے کس شوق سے ہم کوچہ جاناں کو چلے تھے۔ تقدیر نے ناگاہ دیا راہ میں دھکا۔
ٹکٹ بابو کوئی نیک نفس تھا اس نے ٹکٹ واپس لے کر قیمت دیدی اور حکیم صاحب کا ملازم یکہ پر
ڈال کر مکان پر لایا ہے وہ تیرہ بخت ہوں کہ زیادہ ہو تیرگی۔ روشن کروں چراغ اگر نور کے لئے
ہر شخص افسوس کرتا تھا بیڑی رحیم بخش دوڑے ہوئے ڈاکٹر کے پاس گئے ڈاکٹر صاحب آئے تو ہاتھ کو
دیکھکر حیران رہ گئے اور مفصل حال دریافت کیا لوگوں نے حالات بیان کئے دادا جان کا نام سنکر
رو پڑے اور کہنے لگے اللہ مغفرت کرے حکیم جمال الدین مرحوم نے مجھے پرورش کیا پڑھایا اس گھر
میں ہم نے مدت تک آرام پایا اور کھلایا کھایا ہے ہے بہت یاں پہ پاتے ہیں آرام ہم نے ہو بہت
غم یاں سے اٹھاتے ہوئے ہیں۔ ہاتھ جھٹکا کہ الٹا ہوا ہے ضرب آئی ہے مگر خدا کے فضل سے
اچھا ہو جائیگا جلد صحت ہو جائیگی تسلی دلاسا دیا اور بڑی محبت و شفقت سے پٹی باندھی فیس بھی نہ لی

شفا منظور ہے تو شفا دے خدا کہ مسیحا کی بہت سی مہربانی۔ مگر ہماری پھوٹی قسمت ہر روز نیا رنگ لاتی تھی۔ ڈاکٹر صاحب نے چھ ماہ سے تبادلہ کی درخواست کر رکھی تھی اور پے در پے عرضیاں دے رہے تھے مگر منظور نہ ہوتی تھی۔ ابھی ہمارے علاج کو دس ہی دن گذرے تھے کہ اجمیر کے تبادلہ کا حکم آیا اور ڈاکٹر صاحب افسوس کرتے ہوئے روانہ ہو گئے۔ نہ معلوم کس گھڑی اٹھا تھا آشیاں اپنا۔ نظر وہ شاخ ہری ضد سے پامال کر دے۔ گو انہوں نے اپنے قائم مقام سے ہر طرح سفارش کر دی تھی لیکن وہ بات کہاں۔ کسی کو غرض ... رحم کر کے حال ... کئی دن کے بعد ایک دفعہ بن بلائے آئے لیکن فیس کے منتظر ہو گئے ... ایک روپیہ نذر کیا۔ بہت ترش رو ہو کر لیا۔ ترش روئی سے مرہم جراح کی۔ خوب زخموں پر نمک پاشی ہوئی۔ پھر نہ کسی کو ان کے بلانے کی ہمت ہوئی نہ وہ خود آئے۔ خدا بھلا کرے نوازش علی جراح کا جس نے ایک پیسہ نہ لیا اور بڑی محنت سے علاج شروع کیا۔ مگر تقدیر سے لاچار تھا۔ دو مہینے سے کم میں اچھا ہوا۔ تدبیر سے قسمت کی برائی نہیں جاتی۔ کچھ ایسی پڑی ہے کہ اٹھائی نہیں جاتی۔ جس مصیبت سے یہ دن کٹے اس کا بیان نہیں ہو سکتا۔ نہ پوچھو حال دل کچھ دردمندان محبت کا۔ شب فرقت جو دشمن پہ گذرتی جس طرح کرتے ہیں۔

## دوبارہ سفر کرنا اور نکاح اور ملازمت وغیرہ کا حال

صحت ہو گئی تو پھر جونپور کا قصد کیا اور ڈرتے ڈرتے ریل پر سوار ہو کر جونپور پہونچا۔ یہاں آکر دیکھا کہ بالکل سماں ہی بدل گیا ہے جس رئیس کے مکان میں رہتا تھا ان کی رحم دل پاک بی بی کا انتقال ہو چکا تھا ان کے بچوں کے چہروں پر مُردنی چھائی ہوئی تھی۔ نئی بی بی آگئی تھیں جو نہایت تند خو بدمزاج تھیں۔ مزاج ایسا ملا تھا کچھ خدا سے۔ لڑا کرتی تھی وہ چلتی ہوا سے۔ معصوم بچوں کے مارنے کو ذرا سا بہانہ ڈھونڈھتی تھی اور اس بے رحمی سے پیٹتی تھی کہ دیکھنے والوں کا رونگٹا کھڑا ہوتا تھا۔ نہیں ضرور کہ اس کی کوئی خطا ہی کرے۔ بہانہ چاہیے کیا ظلم نا روا کے لیے۔ طعنے تو مجھے بھی بات بات پر دیتی تھی مگر ہاتھ صاف کرنے کی نوبت دو چار ہی دفعہ آئی تھی۔ خیر اسی حالت میں بیٹھ بیٹھ پڑھنا شروع کر دیا اور چونکہ ... کا انتظام بہت اچھا تھا اس لئے اس زمانہ کی بعید تکلیفوں کو برداشت کر کے انھیں جیسے ... میں پرورش پاتا ہے۔ اس غم کدے میں کٹ گئی اپنی زندگی۔ قیدی جیسے روز گذرا ہے ...

اور جونپور سے نکالا کوئی پوچھتا ہے تو ترے کرم سے قفس میں نہال ہوں ایسا کہ دل سے بھول گئے
اتفاقاً آشیانی جتنا رہا وہ اب گھر سے تو کچھ علاقہ ہی نہ رہا دس برس جونپور میں رہا اور کئی رسالے [illegible] سے مل کر پڑھا
میں اور منطق و فلسفہ اور فارسی عربی اور جملہ علوم دینی حاصل کئے خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ [illegible] کی
حالت میں مولوی اپنا سا لگا وہ لوگ کہتے تھے مولوی صاحب [illegible]
[illegible] کا حال آپ سن چکے ہیں کہ پہلی بی بی کے پیٹ سے [illegible]
دوسری بی بی سے بھی ایک لڑکا ایک لڑکی پیدا ہوئی تو پہلے بچے بالکل ہی فضول [illegible] ان
کا حال تو سب ہی جانتے ہیں لیکن ابا جان بھی [illegible] بچوں کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھتے غلاموں کی طرح [illegible]
اور یتیموں سے بدتر حال میں نظر آتے اب تو [illegible] بی بی نے چاہا کہ کسی طرح یہ بلا سر سے ٹلے [illegible] لڑکی تیرہ
برس کی ہو گئی اس کا جلدی سے نکاح کر دیجئے اور فرضوں سے ادا ہو جیئے تو اس کی خدمت کرتے
کرتے تنگ آ گئی میاں صاحب تو بے دام غلام تھے انکار کی مجال نہ تھی وہ سینہ کو چیر کر جو وہ دل بھی
نکال لیں بندہ کی کیا مجال کہ اک اف ذرا کرے ایک دو ہفتہ رشتہ داروں میں تلاش کیا کہیں کوئی
مناسب موقع نہ ملا اور سر دست کوئی دوسرا آدمی نظر نہ آیا میرا حسب و نسب چونکہ ان کو معلوم تھا کہ ان سے
اچھا صدیقی شیخ ہوں لہذا انھوں نے میری غربت اور مفلسی کا کچھ خیال نہ کیا اور خرچ سے بچنے کی سب سے
اچھی تدبیر سوچی کہ مختصر سامان کر کے مولانا سخاوت علی صاحب کے مدرسے سے ایک بزرگ ملا کو بلا کر اپنے
دروازے پر دس بیس آدمی جمع کر کے نکاح پڑھا دیا وہ آئے قاضی جی اور نکاح ہوا۔ عیش و عشرت سے پھر بیاہ
ایک مہینہ اگرچہ رئیس کی بی بی صاحبہ کے طعنے تشنے مگر خوب آرام سے گذری وہ عمر ند انھیں کبھی شوق رہائی
رخصت ہو گیا اُن مرے پاؤں کو زنجیر کے ساتھ مگر اب اس نے نکالنا چاہا روز لڑائی جھگڑا کرتی اور کہتی
کہ جاؤ اپنا راستہ دیکھو وہ بس ہو چکی نماز مصلے اٹھائیے [illegible] ادھر ادھر روزی کی تلاش
کی اتفاق سے قریب ہی دوسرے محلہ میں ایک پرانی وضع کے متوسط الحال شخص رہتے تھے انھوں نے اپنا
ایک خالی مکان رہنے کو دیا اور بیٹے کے پڑھانے کے لئے مجھے مقرر کر دیا قسمت کی نحوست دیکھئے پہلا ہی ہفتہ اول
تو وہ بزرگ خود مبتلا ہوئے مگر بچ گئے دو تین روز کے بعد اُن کے اسی لڑکے کو مرض پڑا اور تین ہی دن میں
ختم ہو گیا وہ یہ ہوا کیسی چلی اے باغباں پھولنے پایا نہ گل کملا گیا وہ پھولنے پھلنے کی نوبت نہیں
آنے پائی [illegible] اُن کو [illegible] مرنے کا ڈر سے لاگ مجھے جس قدر رنج و غم ہوا [illegible]

اُس کے ماں باپ کو بھی نہ ہوا ہو گا۔ پھر مکان میں تو انہوں نے رہنے دیا لیکن ملازمت گئی ۔ فاقہ کشی
گوارا کیا مگر تاریخ سارے شہر میں پھر دو۔ اگر ہوتا ہے تو ایک دانہ بھی اُس پانی میں میری قسمت کا نکلا۔ انہیں سے رشتہ دار و
میں میر عباس علی وکیل رہتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ ۸ روپیہ اور کھانا دیں گے آپ صبح سے دس بجے
تک ہمارے دو لڑکوں کو عربی فارسی پڑھا دیا کریں۔ اندھا کیا چاہے دو آنکھیں ہم نے بڑی خوشی اور رغبت
سے منظور کیا اور پہلے روز جا کر بڑی محنت [illegible] سے پڑھایا۔ اگلے روز ہم پہنچے تو لڑکے ندارد
ملازم کہتا ہے مجھے خبر نہیں [illegible] نہیں پھر ملازم نے آوازیں دیں زنجیریں
کھٹکائیں تو بہت دیر کے بعد ماما صاحبہ نکلیں۔ اور کہنے لگیں کہ بی بی اپنے بچوں کو نہیں بھیجتی اور کہتی ہیں
کہ ہمارے جاہل ہی جیتے رہیں تو غنیمت ہے تعجب ہوا اور فکر و تردد میں بیٹھا رہا ۔ عجیب پھیر مقدر نے
مجھکو دکھلایا۔ بنے بنائے ہوتے کام میں فتور آیا۔ گھنٹہ بھر کے بعد وکیل صاحب گھر میں سے تشریف لائے
اور سر جھکا کر ندامت کے لہجے میں کہنے لگے کہ مولوی صاحب معاف فرمائیے مجبور ہوں لڑکوں کی والدہ
ایک سے لاکھ تک نہیں مانتی کہتی ہے کہ میر صاحب کے لڑکے کو بھی مولوی صاحب پڑھاتے تھے میں
اپنے بچوں کو ہرگز نہ بھیجوں گی ہر چند سمجھاتا ہوں کہ ایسے باطل وہم کرنا شرک ہے ہرگز ایسا خیال
دل میں نہ لاؤ۔ یہ سب تقدیر کے کھیل ہیں ان میں کسی کو کیا دخل ہے خدا تعالیٰ نے جس کام کے لئے جو
مدت مقرر فرما دی ہے اور جس شخص کی جتنی عمر لگا دی ہے اُس سے ایک پل بھر آگے پیچھے نہیں ہو سکتی
لیکن عورتوں کی جہالت تو آپ جانتے ہیں وہ بالکل نہیں مانتی میں نے کہا کہ جناب وکیل صاحب
اس معاملہ میں اصرار مناسب نہیں ہے کوئی دوسرا انتظام فرما لیجئے۔ وہاں سے کھانا کھا کر اپنی قسمت
کو روتا ہوا واپس ہوا ۔ اس گلستان میں ہے مجھ سا کون طائر بد نصیب ۔ پاؤں رکھوں میں جہاں
شاخ نشیمن خشک ہو۔ چند روز کی بیکاری کے بعد بعض عاملوں کی توجہ سے ایک رئیس کے صاحبزادے
والا شان کو عربی پڑھانے کے لئے مقرر کیا ہماری شومی قسمت سے وہ کچھ ایسے کند ذہن اور غبی اور
بد شوق تھے کہ کئی مدرس ان کی بد شوقی و نالائقی سے تنگ آ کر رخصت ہو چکے تھے ۔ شوخیاں
دیکھ کے طفلان پری چہرہ کی۔ زاہد کی گھڑی معلم نے دبستان چھوڑ کر ہمت کر کے ذرا ڈرا دھمکا کر
کام لینا چاہا تو ایک ہفتہ کے بعد صاحبزادے بیمار بن گئے۔ پھر چند روز میں تندرست ہوئے اور کام شروع کیا
تو کسی نے کہا [illegible] آدمی رات کو گھر سے نکل کر فقیر ہو گئے [illegible] تک [illegible] خطوط اور تار

اور تنخواہ دو روپے تھی رستے میں کبھی وقت ناک کھانا نہ ملا ہم نے بھی فاقہ پر فاقہ کیا آخر مایوس ہو کر
یہاں سے رخصت ہو کر گھر کا ارادہ کیا پھر چلے ہوئے کہ آہ نا امید ہو آئے شیخ لکیر امیدواری
... ایک ... بزرگ ... بیٹھے تھے ... شاہ آباد کو حال معلوم ہوا تو بہت افسوس
کیا ... کسی ... مدرسہ ... بزرگوں کے ... اور
اپنے ... گشت ... اور انجمن ... ٹھہرا لیا لوگوں کو
ترغیب دلائی چندے کے لکھے گئے کچھ وصول بھی ہوئے اور مدرسہ جاری ہوا پچیس روپیہ ماہوار ہم کو ملنے
لگے فوراً اللہ کا شکر ادا کرتے اور عربی فارسی سب کچھ پڑھاتے کسی قدر اطمینان کی صورت پیدا
ہوئی تھی کہ ... خط آیا کہ تمہارے خسر کی ریاست نیلام ہوتی ہے سخت پریشانی ہے ذرا یہاں
ہو جاؤ بقر عید کی تعطیل میں جونپور آیا تو دیکھا کہ کارخانہ بگڑ گیا ہے ایک ہفتہ میں نہ کیا کیا ہو گیا
دیکھی ہیں رنگ ہفت افلاک کے ہر طرف مفلسی اور نحوست چھا رہی ہے ادبار کا سماں ہے
بگڑ گئے ہیں یکایک بنے ہوئے کیسے بمشکل پیٹ بھر کھانا ملتا ہے بگڑ جاتے ہیں لاکھوں گھر
ہزاروں بنتے جاتے ہیں جہاں میں رات دن جاری خدا کا کارخانہ ہے خسر کو مفلسی میں ان کی
نئی بیوی بہت حیران کر رہی ہیں۔ دو تین بچے اور پیدا ہو کر مفلسی میں اولاد کا دھاڑا ہو گیا ہے اور
اس پر طرہ یہ کہ ایک نواسا بھی ساڑھے تین مہینے کا ہو کر غوں غوں کرنے لگا ... مفلسی میں عجیب
آفت ہے ... نئی اولاد کی مصیبت ہے ... اب بجز اس کے کچھ چارہ نہ تھا کہ بیوی اور بچے کو قنوج سا
لایا اور ایک مکان لے کر ٹھہرایا۔ وقت اور تکلیف بھی پیش آئی لیکن اور کوئی صورت بھی نہ تھی۔ اب
خرچ بڑھا اور آمدنی کم ہوئی شروع ... مدرسے کے چندے سے مشکل ...
کا جوش سرد ہو گیا اور شوق کم ... حسن شاہ صاحب حج کو چلے گئے نہ کوئی محرک رہا نہ معاون ...
سے پندرہ ہو گئے اور پندرہ سے دس رہ گئے اور پھر دس کی کوئی صورت نہ رہی بڑی مصیبت گزرنے
لگی مقدر میں بھی نصیب کی گردش ہی رہی سمجھے تھے ہم کہ زمیں آسمان نہیں ...
تکلیف سے بسر کرتے تھے کہ مفلسی میں آٹا گیلا گھر میں حمل کے آثار نمایاں ہوئے نہایت فکر دامن گیر
ہوئی لیکن فکر سے کیا ہوتا ہے چاک کو تقدیر کے ممکن نہیں کرنا رفو سوزن تدبیر ساری عمر گو سیتی رہے
آخر ... ایک ہی دن گزرا تھا کہ اسی ناداری و تکلیف کے زمانہ میں دختر نیک اختر پیدا ہوئی

جیسا حسب حال نام حسرت بادی بی رکھا گیا۔ اب تو تین سے چار ہو گئے کچھ روز قرض مقارضت کیا مگر اللہ نے آخر
وہ بھی بمقتضائے الاحق ثابت ہوا کہ کوئی مراد جو چاہی حصول ہی نہ ہوئی۔ دعائے مرگ جو مانگی قبول
ہی نہ ہوئی۔ کوئی پوچھنے والا نہ رہا کہ فقیر کا یہ حال بے کس کون ہوتا خدا کا آسرا۔ اچھے اور برے ہوں گے
مال کا رونا کافی نہ پہنچا تو سفر کا گلا ہے اور میں ہوں۔ وطن کا خیال آیا اور حال دریافت کرتے کہ
پہنچا کبھی وہاں سے وہاں کے لوگوں نے خبر دی کہ … اگر خدا رازق ہے گھر آجاؤ۔
آسیا کی … آواز … رزق سے … رزاق وہیں تھے … بیوی بچوں کو ساتھ
لے کر بمقتضائے کل شیء یرجع الی اصلہ بارہ برس کے بعد وطن پہنچا مگر رزاق
مطلق نے اپنی حکمت سے ہمارے رزق کا پیمانہ ہمیشہ مختصر رکھا کبھی مدرس رہے کبھی معلم کبھی
کبھی امام مگر فراغت کبھی نصیب نہ ہوئی کہ پھولے پھلے نہ آگے گلستان دہر میں ہم وہ شجر ہیں
باغ سے جو بے ثمر گئے کہ سرنوشت اپنی جو کچھ واژگوں طالع کی ہے۔ بشاید انتا قط لگا تقاضا
تقدیر ہیں۔ کہ باغ عالم میں وہ ناکارہ شجر ہوں جو کبھی نخل ماتم کی طرح ہوتا نہیں زنہار سبز۔ مولوی
جمال الدین مرحوم بڑے خلیق آدمی تھے جب اور زیادہ تفصیلی حالات کی فرمائش کی جاتی تو کہتے یہی معاف
کرو کہ یار غمخوار مرے حال کو سب پوچھتے ہیں۔ اور پھر پوچھ کے کہتے ہیں کہ قسمت تیری۔ کہ ہوا
کسی سے اپنی کہانی اگر کہوں۔ طاقت جواب دے کہ نہ بار دگر کہوں۔ اور اگر زیادہ اصرار ہوتا تو پھر کچھ
سنانے لگتے اور کہتے کہ حسرت انگیز حکایت ہے عجب قصہ ہے۔ داستان غم کی مری قابل تکرار
نہیں۔ اگر ہم اُن کے تمام حالات لکھیں تو ایک دفتر ہو جائے لہذا چند خاص حالات لکھ کر ختم کرتے ہیں
کہ … مناسب اب کریں کوتاہ یہ تقریر ہم

## برسات کا واقعہ

آپ نے دیکھا کہ جا بجا سے مکان ٹپک رہا ہے۔ دم بھر میں سے پہلے ہی چارپائی کھڑی کر کے کپڑا درست کرنے کیلئے آہستہ
آہستہ چھت کی روزن سے بارش ہو رہی تھی کپڑوں پر کائی جم گئی تھی پاؤں جو پھسلا کوئی بیس پچیس کپڑے آخر
ٹپکے اور ہنڈیا ہانڈی پر گرے ہانڈی پھوٹی کپڑے ٹوٹے ٹوپیاں … بچوں نے بچپنے سے پہلے ہی ختم کر دی تھیں

شوربا بہتا ہوا چلا گیا ۔ ہڈی بوٹی ہے وہ بھی کیچڑ میں اچھی بُرائی سہی ہے پر قسمت کچھ ایسی ہماری
بچی کھچی بوٹیاں اور گوشت کسر نہیں رہی تھی مگر چار پانی میں اٹک کر رہ گئے ۔ شکر ہے بچ گئے دو گرم شوربا
اٹک گیا آج سر کی خیر ہو گئی ۔ ابھی کچھ زیادہ درست نہیں ہوا تھا کہ شام ہو گئی ۔ چپکے سے بچوں کی ماں نے
دو پیسے اور بوٹی کا پیالہ دیا اور کہا کہ خرید لو نماز پڑھ کر بازار سے دو پیسے کا شوربا لیتے آنا ورنہ ۔
بچے گر دیکھیں روٹی پائیں گے بوٹیاں میری توڑ کھائیں گے ۔ ہم اپنے وظیفہ سے فراغت پا کر شوربا لے
ہوئے پیالہ اور بوٹی کی دکان پر پہونچے اُس نے پہچانا اور بڑے زور سے مصافحہ کیا ۔ بعد مدت کے
لائے ہو خیر ... آپ کے مزاج شریف ہیں اور بڑی خاطر سے بہت سا گوشت و شوربا دیا
خوشی خوشی رومال سے ڈھانپ کر الحمد للہ الحمد للہ کہتے ہوئے مکان کو چلے ۔ اللہ اکبر آن گوشت
کہ خاطر میخواست آمد آخر زپس پردہ طباخ پدید ۔ دروازہ کے سامنے کیچڑ بہت تھا ایک کر چوکھٹ
پر پاؤں رکھنے لگے دوسرا پاؤں پھسلا اور بُری طرح گرے مگر خیر ہو گئی دیوار پر ہاتھ ٹھہر گیا زیادہ چوٹ
نہیں لگی ۔ بچے بیٹھے تھے شوربے کے انتظار میں دیکھا کا شکر شور کرتے ہوتے نکلے ۔ ابا گر گئے ہوں
کہیں کیچڑ میں پھسل کر پڑے ہیں کوئی چیز گری تھی ابھی وہم سے ۔ شوربے کا تو نشان بھی نہ رہا تھا پیالہ
کا کنارا ٹوٹا ہوا دیکھ کر رونے لگے ۔ ماں نے تسلی دی کہ تمہارے ابا بچ گئے یہی غنیمت سمجھو ۔ جان ابا
کی بچی شکر کرو اے بچو ۔ شوربے اور بہت اور پیالے صدہا ۔ دیکھو گوشت رہ گیا ہے اس سے روٹی کھانا
۔ شوربا گر گیا تو صبر کرو ۔ بوٹیاں کھا کے دل کو بہلاؤ ۔ ہم نے تہمد باندھا پائجامہ نکال کر دھویا ۔ نیک بخت
بی بی نے بہت دھونک کر مصیبت سے آگ جلائی ایک طرف سے ہم نے اور ایک طرف سے اس نے
پکڑا اور آگ پر خشک کرنے لگے میرا ذرا خیال بٹا تو ہاتھ سے پاجامہ چھوٹ کر سیدھا چولہے میں گیا گو بھیگا ہوا
تھا اور بہت جلد اٹھا لیا مگر بالشت بھر پھر بھی جل گیا ۔ اور آفت پر یہی آفت کہ پاجامہ جلا ۔ داغ
پر یہ داغ مجکو میری قسمت نے دیا ۔ ہم اس میں مشغول ہوئے بچے تماشا دیکھنے لگے ادھر بلی آکر پیالی میں
سے بوٹیاں لے گئی بچے غل مچاتے اور بلی بلی کرتے رہ گئے ۔ ہر چند کہ بچوں نے بہت شور مچایا ۔
لکھا تھا جو تقدیر میں وہ سامنے آیا ۔ بچے بہت روئے مگر ہم جو اپنے ساتھ سفر سے کچھ مٹھائی بیچتے آئے تھے وہ
دیکر بہلایا اور تسلی دی ... ہم نے کچھ کھائی اور صبر و شکر کرکے لیٹ رہے مگر نیند کیسے آتی ۔
[illegible]

دم بھر کو تھمتی ہی نہیں بارش باراں ٭ برسات کھو نہ ہے مرے دیدۂ تر کا ٭ ادھر سے ادھر پھرتے پھرتے صبح ہو گئی ۵ مصیبت کی شب بھی بسر ہو گئی ٭ تڑپتے تڑپتے سحر ہو گئی ٭ نماز و وظیفہ سے فراغت ہوئی تو کھانے کی فکر دامنگیر ہوئی ۵ طاعت میں لطف کیا ہو خدا ئے کریم کی ٭ ہر وقت فکر ہے جسے شکم لئیم کی ٭ گھر میں پھر صرف ایک ہی پیسہ تھا آٹھ آنہ محلہ میں میرن ولی سے قرض لے آئے تھی اور پیسہ جیب میں ڈالکر لڑکے کو ساتھ لیکر بازار کو چلے۔ ایک پیسہ کا سیر ساگ خرید کر گھر بھیجا۔ اب آٹھ آنہ کا غلہ لینے چلے کچھ تو نرخ گراں، کچھ لالہ جی نے اڑنا تولا ذرا اپنے تو دیکھا دیا کہتا کہ کیا خدا سے ڈرتا ہے ہم آٹھ آنہ کا نہیں دیتے ۵ کچھ کال نے کچھ بیوپاری نے کچھ بنیوں نے مارا ٭ بازار میں لٹتا ہے خریدار بیچارا ٭ خیر غرض جو کچھ رومال میں ڈالدیا باندھکر لڑکے کے کاندھے پر رکھا۔ آٹھ آنے دینے کے لئے جیب میں ہاتھ ڈالا تو پیسہ نکلا۔ پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی ۵ کاٹو تو لہو نہیں بدن میں ٭ رعشہ سا پڑا ہے جان و تن میں ٭ لڑکے کو وہیں بٹھلا کر دوڑے کنجڑن کے پاس پہونچے کہ اے نیک بخت جمن مائی پیسے کی جگہ اٹھنی تو نے پائی ذرا واپس دیدے۔ بہت خفا ہوئی جھنجھلائی کہ آٹھ آنہ کیا چیز ہے ہم ہزاروں روپیہ کے لئے بھی ایمان نہ کھوویں اچھے مولوی صاحب آئے طوفان اٹھانے۔ سادے تاٹ الٹ کر تمام پیسے کوڑیاں اور دھیلے سامنے ڈالدئے جن میں اٹھنی نہ تھی ۵ ساری چیزیں ہیں میاں بازار عالم میں مگر ٭ ڈھونڈھتی ہیں جسکو آنکھیں آہ وہ سودا نہیں ٭ کیا کر سکتے تھے قہر درویش بجان درویش۔ لاچار ہوئے محلہ میں پہونچے شیخ میرن سے آٹھ آنے قرض لئے دوڑے ہوئے بازار پہونچے لالہ جی کی نذر کئے اور لڑکے کو ساتھ لیکر گھر کو چلے۔ ادھر سے ایک حمال دوڑا آرہا تھا اسکا دھکا لگا لڑکے کے کاندھے پر سے گٹھڑی گری کچھ سڑک پر کچھ نالی میں غلہ بکھر گیا ۵ ایک آفت سے تو مر مر کے ہوا تھا جینا ٭ آپڑی اور یہ کیسی مرے اللہ نئی ٭ جلدی جلدی غلہ کو سمیٹا اور خاک بلا سمیٹ رومال میں باندھا خشک تو پہلے بھی نہ تھا مگر بھیگی ہوئی زمین پر گرکر تو خوب ہی تر ہو گیا تھا چکی میں پڑا تو چکی اپنی چال بھول گئی۔ لاچار ہو کر چولھے پر رکھکر کسی قدر خشک کیا اور بڑی مشکل سے پسوا لیا آٹا تیار ہوا تھی ہانڈی میں ساگ پکنے چڑھا آٹا گوندھا گیا گھر بھر کو خوشی ہو رہی تھی اور کھانے کے منتظر تھے کہ دفعتاً چھت کی طرف سے تڑاخ کی آواز آئی اور ہانڈی بیچ کر چولھے میں ساگ گرنا شروع ہوا بچوں نے اماں اماں کا غل مچایا ۵ درد پہنچے تو چلا اٹھے چولھے کے پاس ٭ تو غائب ہوئے ماں کے ہوش و حواس ٭ اماں جان نے بلا تحاشہ خالی ہاتھوں سے پکڑ کر ہانڈی کو زمین پر اتار کر رکھدیا۔ ساگ کچھ بچ گیا لیکن ہاتھوں میں آبلے پڑ گئے اور

مدت تک کھانا پکانے کے قابل نہ رہیں ۞ وہ کام بگڑتا ہے جو مشکل نہیں ہوتا ۞ مقصود ہمارا کوئی حاصل نہیں ہوتا ۞ سب کی آنتیں قل ہو اللہ پڑھ رہی تھیں یہ مصیبت پیش آئی تو حواس بھی گم ہو گئے آخر مرتا کیا نہ کرتا آٹا لینے بقال یا کرانہ بازار کی دکان پر پہونچے اس سے کہا مولوی صاحب بارہ پر ایک سیر بیچے گا اس وقت تندرستی کہاں اب تو بالکل ٹھنڈا پڑا ہے ۞ جو دانہ چاہیں تو خرمن کا خرمن حاضر ہے بھیا بجھ گئیں پانی تو دریا کا سارا ہو جاتا ہے یا قسمت یا نصیب کہکر وہاں سے چلے گھر آئے بچے دوڑے اماں روٹی لائیے روٹی لائیے بیوی نے دیکھا کچا آٹا ہے تو رونا شروع کیا سمجھا بجھا کر چپ کرا کر آٹا دے کر ہمسائی رحیم بخش کے گھر بھیجا تو ان کی لڑکی بھی جگہ دست تھی آج پتا ہاتھ پڑا تھا رحیم بخش کے گھر گیا تو اُن کی بیوی نے چولہا سے روٹی ایک ٹھیکری پر بچوں کو کچھ کھچڑی دیدی اور کہا کہ آج تو نہیں چڑھا ۞ تنگ ہیں ہم خوبی تقدیر سے ۞ بچوں نے تو دو دو لقمے کھا کے رونا دھونا موقوف کیا لیکن یہاں خود بھی بھوک سے تاب نہ رہی تھی اور اہلیہ صاحبہ کو تو دوہری مصیبت تھی۔ ہاتھوں کی سوجن اور معدے کی جلن ۞ پہلو میں ہے جگر میں ہے سینہ میں درد ہے ۞ اے چارہ گر بتا کہ بتاؤں کہاں کہاں ۞ بمشکل ہم نے خود ہی آگ جلائی تو چڑھا کر موٹے موٹے چونگ کر دیے۔ اس نیک بخت بی بی نے ہرچند چاہا کہ اسی حالت میں کسی طرح پکاوے لیکن اس کی تکلیف اور سوزش کو دیکھ کر دل نے ہرگز گوارہ نہ کیا ۞ چاہیے انسان کو رکھے دوسروں کا بھی خیال ۞ خود پرستی جن میں ہے وہ بدتر از حیوان ہیں ۞ کچی پکی روٹیاں تیار ہوئیں تو سب نے بیٹھ کر کھانا شروع کیا۔ لقمہ منہ میں لیا تو معلوم ہوا ساگ میں بالکل نمک ہی نہیں۔ سنتے دوڑے ہوئے گھر میں نمک اٹھانے گئے تو دیکھا کہ سب نمک پانی ہو کر بہ گیا ہے۔ سوچتے رہ گئے پیسہ بھی پاس نہ تھا۔ لڑکے نے جا کر ہمسایہ کی عورت سے کہا کہ خالہ نمک ہے تو ذرا سا دیدو اتفاق سے اندر اس کے شوہر بیٹھے تھے گھبرا کر نکلے کہ یہاں نمک کی دکان لگی ہوئی ہے ہم غریبوں سے ایسی سخاوت نہیں ہو سکتی جاؤ کہدو نمک نہیں ہے ۞ مارتے ہیں قبر پر حاتم کی لات ۞ ایسے دنیا میں کہاں رہ گئے ایسے ان کی دیوار کے نیچے ایک غریب گیا رہتا تھا جو اکثر وعظ سنا کرتا تھا اسے [illegible] لیکر دوڑا ہوا دروازہ پر پہونچا ۞ دیکھنا ایسے بھی ہوتے ہیں خدا کے بندے ۞ اور کہا [illegible] مولوی صاحب فرماتے تھے کہ جو شخص نمک دیتا ہے اسکو اسقدر ثواب ملتا ہے کہ گویا تمام کھانا اسی نے کھلایا ہو ۞ بہانہ جو ہے خدائے کریم کی رحمت ۞ عمل تو کچھ بھی نہ تھا یہی بہانہ بنا

تمک پیکر سا آگ میں ڈالا اور سب نے کہا کہ حق تعالیٰ کا شکر ادا کیا ہے شکر ہر نعمت کا واجب ہے مگر ہم
کیا کریں ہم سے ادا ہوتا نہیں ہم فکر کرتے ہیں علاوہ اپنی تقصیرات کا اور کچھ اس کے سوا ہوتا نہیں ہے

## ایک سفر کا حال

ایک مرتبہ بہت اصرار کیا تو مولوی جمال الدین صاحب مرحوم فرمانے لگے کہ اچھا آج ہم آپ کو اپنے ایک سفر کا
حال سناتے ہیں ہے اگر سفر کی تنگی [illegible] رحمت تھا مجھے نصیب ہوا آوارہ ہر طرف [illegible] پھیر تو اپنے فضل سے ۔
ایک وقت خرچ کی بہت تنگی پیش آئی تو شب کی گاڑی میں سفر کا قصد کیا خود سو رہے اور بچوں کی ماں کو
بٹھلا دیا کہ تم جگا دینا اس نے ٹھیک وقت پر ایک بجے جگا دیا گٹھری اٹھا کر بڑے اطمینان سے ریل پر
پہونچے سو وہاں دیکھتے ہیں کہ تمام اسٹیشن خالی پڑا ہے ہے ڈوبے جاؤں تو دریا ملے پایاب مجھے ۔ موت
مانگوں تو رہے آرزوئے خواب مجھے ۔ چپراسیوں اور قلیوں سے پوچھا تو ہنس کر کہنے لگے کہ دن کو بارہ بجے
آتا ہے [illegible] ایک گاڑی جاتی ہے کہا وہ ایک ہی بجے چلی گئی آج اکتوبر کی پہلی
تاریخ سے وقت بدل گیا ہے قال کارنامی نہ پوچھو ۔ مقدر کا گلہ ہے اور میں ہوں ۔ راضی برضا دوسرے
وقت کے منتظر ہوئے بہت سے آدمیوں سے خوبی وقت دریافت کر کے ایک گھنٹہ پیشتر ہی اسٹیشن پر
آبیٹھے ہے لوگ کہتے ہیں وہ کل آئے تھے پر ہم نہ ملے ۔ آج ہم صبح سے سامان کئے بیٹھے ہیں ۔ بہت انتظار
کے بعد ٹکٹ کی گھنٹی بجی اٹھے اور ہمت کر کے لوگوں کی بھیڑ کو چیر کر گھس گئے کہا [illegible] پر سے کرتے بھی [illegible]
کیا پھر گھڑی [illegible] ٹکٹ بابو صاحب نے ہاتھ میں روپیہ لیتے ہی کہا کہ یہ ناہیں دوسرا دیجئے [illegible]
اور اس زور سے پھینکا کہ دور جا کر گرا ہے اور یہی گردون ستاتا ہے جو ہوا بیت ضعیف ۔ پامال کا وہ دہقان
جو خرمن خشک ہو ۔ اب ہر چند تلاش کرتے ہیں مگر نہیں ملتا آدمی پر آدمی گر رہا تھا بڑی مصیبت ہوئی ہے
یا الٰہی کیا کریں کس سے کہیں ۔ ایک بندۂ خدا قدم جمائے ہوئے کھڑے تھے ہر چند کہا مگر وہ ہوا نہیں
ہٹے بقول ہے شیخ صاحب از جا نہ جنبد ہے بیٹھے ہیں رہگذر پہ ہم کوئی ہمیں اٹھائے کیوں ۔ روئیں گے
ہم ہزار بار کوئی ہمیں ستائے کیوں ۔ آخر بہت رد و کد کے بعد لوگوں کے ہٹانے سے پاؤں ہٹایا تو
قدم شریف کے نیچے سے روپیہ برآمد ہوا ہے سانپ کے نیچے سے جیسے کہ دفینہ نکلے جلدی اور
اضطراب میں کئی مسلمان مقدس مولویوں سے کہا کہ ارے صاحب ذرا روپیہ بدل دیجئے کوئی کہتا ہے

ہمارے پاس روپیہ نہیں۔ کوئی فرماتے ہیں کہ ہمکو خود ضرورت ہوگی تو کس سے لیں گے غرض
ہمہ چیلیاں تک بھی تو پھر جاتی ہیں بکچھ دم نزع جو وقت پڑتا ہے تو سب آنکھ چرا جاتے ہیں آخر
ایک دوکاندار حلوائی کے پاس پہونچے اس نے کہا بابو صاحب روپیہ بہت کم اسی سے روانہ
لیجیے ادھر گاڑی کی گڑگڑاہٹ نے دلکو بیقرار کیا ضرورت نے چہرہ آنہ غنیمت سمجھے اور ٹکٹ
کی کھڑکی پر آئے گاڑی پلیٹ فارم پر آگئی بابو صاحب کھڑکی بند کر کے بہت سے آدمیوں کو چلا
ہوتے چھوڑ کر چلے گئے تماشہ روفغان راستے سے مرغان قفس کا پر رحم ذرا دل میں نہ صیاد کے آیا
بہت چلائے اور شور مچانے کے بعد مسافران بیکس کی فریاد بابو صاحب کی آرام گاہ تک پہونچی
آہ ہے تاثیر میں آخر اثر پیدا ہوا خفا ہوتے ہوئے اٹھے اور بڑی ترش روئی سے کھڑکی کھول کر بہت
اطمینان سے ٹکٹ دینا شروع کیا دم لبوں پر ہے یہاں اور جاں نکلی جاتی ہے کہتے ہیں قاصد
سے وہ کہ کہنے کو ٹھہر وہ آئیں گے ہم نے بھی ساڑھے چودہ آنہ دیکر ٹکٹ لیا اور خوش قسمتی پر نازاں ہوکر
گاڑی میں سوار ہونے کے لئے دوڑے بخت رسا و خوبی طالع سے اسے جنوں زنداں کا در کھلا
دیکھ کر زندانیوں کو گاڑی میں پہلے ہی جا تنگ ست و مردمان بسیار کا جلوہ نظر آرہا تھا
پھر بھی مسافروں کی کثرت نے غضب کر کے وقنا ربنا عذاب النار کا وظیفہ پڑھوا دیا جو لوگ
پہلے ٹکٹ لے چکے تھے ان کو بہت لڑجھگڑ کر اور ہاتھا پائی کر کے بمشکل جگہ ملی مزے ہیں یاں جو
پہلے آتے ہیں پیچھے والوں کا ٹھکانا ہے کہاں پچھلے لوگ ادھر ادھر دوڑ رہے تھے کہ گاڑی بیتزا نے
تمام روانہ ہوگئی اور اس کے مشتاق اپنے مایوس دلوں کو تھامے ہوئے حسرت بھری نگاہوں سے
دیکھتے رہ گئے حسرت پہ اس مسافر بیکس کی رویئے جو تھک گیا ہو بیٹھ کے منزل کے سامنے گاڑی سے آنکر شام
کو چھ بجے دوسری گاڑی جاتی تھی مکان واپس جانے کو تو قدم نہ اٹھا اسی کے انتظار میں کمبل بچھا کر
لیٹ رہے جائیں کس منہ سے گھر چھلا ہے دل ادھر ہیں لیکے اٹھا رہیں چلیے ذرا غنودگی سی
آئی تھی کہ ہشت ہشت کی آواز آئی منہ کھول کر دیکھا تو ایک کتا لپک رہا تھا جو بندھا ہوا سر کے
پاس رکھا تھا اس کو بابو صاحب کا ولایتی کتا اٹھائے لیے جا رہا ہے لوگ چھڑانے کے لئے ہشت
ہشت کر رہے ہیں کتے نے منہ مار کر کپڑا پھاڑ ڈالا اور روٹی چھین کر بھاگ گیا
سے پہلا ہوا قریہ گلگلہ کا کیا اس کو یہ تیرا نا شتہ کیوں پسند آتا تھا مگر ہاں ہم سے چھڑا دیا

ہیں۔ پھر تو نے جلایا تو فلک تو کیا جل جاتا۔ پہنچے تو پھر کئی رشتہ دار استقبال کو آئے۔ دلی میں بہت سے

بیٹھے۔ پھر پریشانی ہوئی۔ بڑی دشواری سے وہ مصیبت کا وقت کٹا۔ دوسری گاڑی کی آمد آمد ہوئی گھنٹی بجی

مشکل کر کے ہم بھی کمبل لپیٹ کر تیار ہو بیٹھے اور گاڑی کی گڑگڑاہٹ سنی۔ دوست نے ٹکٹ [illegible]

[illegible] پہلے اس خالی درجہ کو دیکھ کر داخل ہو گئے اور کمبل کا بستر لگا کر ایک جانب بیٹھ

[illegible] کرتے ہیں [illegible] شاید اٹھا لیں [illegible] آنکھیں

جوق جوق مسافر آتے اور سوار ہونے لگے ہم بہت خوش تھے کہ ہمارے درجہ کی طرف کسی نے رخ

بھی نہ کیا۔ ایک آدمی آیا بھی مگر کچھ دیکھ کر دوسرے درجہ میں چلا گیا۔ ہم سمجھے کہ ہمیں دیکھ کے

بھاگا ہے رقیب [illegible] آئی اسے آنا تھی پھر ہو نصیب۔ سب مسافر سوار ہو گئے پہلی گھنٹی بجی اور ریل

چھوٹنے کا انتظار ہوا۔ کہ نہیں دیر دم نکلنے میں۔ بس ترا انتظار باقی ہے۔ ادھر سے ایک کالی

ٹوپی والے ٹکٹ کلکٹر پہنچے کہ تم ٹکٹ دکھاؤ۔ ہم تو ہاتھ ہی میں لیے بیٹھے تھے فوراً پیش کر دیا

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے۔ ٹکٹ ہاتھ میں لے کر اچھی طرح دیکھا بھی نہیں اور بہت ڈانٹ کر

بولا اترو جلدی اترو۔ نکلو جلدی گاڑی جاتا ہے۔ ول یہ ڈیوڑھا درجہ ہے تم تھرڈ میں جانے کا ٹکٹ

گھبرا کر کہا کہ بابو صاحب بہت بہتر ہے۔ چھوڑ کر یہ چلے آتے ہیں۔ اللہ بخشو ہم خطاوار گنہگار چلے جاتے

ہیں۔ اور کمبل اٹھا کر دوڑے تو جس درجہ کو دیکھتے ہیں وہی بھرا ہوا ہے اور اگر کسی میں گنجائش بھی

تو لوگ دور ہی سے شور مچاتے ہیں کہ آگے جاؤ جگہ نہیں ہے۔ [illegible]

[illegible] گم ہو گئے کہ دوست ایک چپراسی نے رحم کھا کر دروازہ کھولا اور پکار کر کہا آؤ بھیا یہاں آ جاؤ

[illegible] ہر مصیبت میں سب کے کام آنا انسانیت [illegible] وہ آدمی نہیں ہے

[illegible] تنگی بھی مگر ذرا سہارا مل گیا اور بیٹھے تو یاد آیا کہ لوٹا اسی درجہ میں چھوٹ گیا۔ غصہ کیا کہ

اگرچہ وہاں بہت [illegible] کھولا ہی تھا کہ ریل چلنے لگی اور سپاہی نے دھکا دے کر دروازہ بند کر دیا

دوڑ کر ہم اٹھا لائیں۔ درجہ [illegible]

ہماری انگلی کچلنے سے بچ گئی۔ دنیا بامید قائم۔ سب نے کہا کہ کچھ فکر نہ کرو اگلے اسٹیشن پر جا کر اٹھا لینا۔

[illegible] ایں ہم شکم سیر [illegible] کا قطعہ شروع ہوا [illegible]

اب ذرا اطمینان ہوا تو [illegible] آپ تو بھوک نے بیتاب ہی کر دیا۔ آدھ گھنٹہ بڑی مشکل سے [illegible]

[illegible] اگر وہاں [illegible] ساتھیوں نے کہا کہ [illegible]

اسٹیشن بہت قریب ہے وہاں کچھ خرید لینا۔ بہت شدید انتظار کے بعد ایک بہت بڑا اسٹیشن آیا۔ انواع
اقسام کی چیزیں بکتی تھیں مگر روٹی ندارد۔ لوگوں سے کہا کہ یہاں خرید لو مگر یہاں اچھے [illegible]
[illegible]
چلی۔ اب ایک ایک منٹ پہاڑ گزرنے لگا [illegible] سے پوچھتے [illegible] اسٹیشن کب آئے گا [illegible]
[illegible]
[illegible] تحت الثریٰ میں آفتاب۔ آخر صبر کرکے کمر لگا کر بیٹھ گئے
[illegible] معلوم ہوا کہ اسٹیشن آگیا ہے۔ بارگاہ حق سے ہر طاعت
کی ملتی ہے جزا۔ چھپی بری سے کار حق رہتا نہیں مزدور کا۔ لالٹینیں نظر آنے لگیں۔ گاڑی ٹھہری اور
دور سے روٹی کی گرما گرم کی آواز آئی گویا موذن کے کان میں اللہ اکبر کی صدا پہونچی۔ [illegible] گذری
ہماری [illegible] انتظار [illegible] شکر خدا کہ پھر تری صورت نظر پڑی۔ مگر روٹی والا ایک نارو سے بیچارہ کا
[illegible] سے صدا آتی تھی کہ "اے میاں ادھر آنا" اور روٹی" بادو [illegible] ہم نے بھی سمجھا کہ
[illegible] تانگہ طفل سے چوشد لبن۔ اور چلانا شروع کیا۔ اخیر میں وہ فرشتہ
رحمت ہماری طرف متوجہ ہوا۔ ساقی کو ایسی لاگ ہے کچھ پھیر پھار کر۔ ساغر ہمیں کو دیگا وہ سب سے
اخیر میں۔ اگرچہ پھیری گھنٹی بج چکی تھی مگر تقاضائے جوع نے مجبور کرکے دو پیسے اسکو دلواہی دیے
[illegible] ریل کے ساتھ دوڑا لیکن کچھ قسمت ہی کی کوتاہی ہوئی کہ روٹی
[illegible] پیچھے سے ساقی تو مہربان تھا [illegible] جام [illegible]
[illegible] بتلایا تھا کہ جب [illegible] کوئی [illegible] انا للہ وانا
الیہ راجعون پڑھتا ہے تو خدا تعالیٰ کی طرف سے مدد ہوتی ہے۔ گو ایسی حالت میں بظاہر تو مدد کا
کہاں موقع تھا لیکن ہم نے خالص دل اور سچے عقیدہ سے اسی آیت کو پڑھنا شروع کیا اگلا اسٹیشن
آیا وہاں روٹی [illegible] سب کچھ موجود تھا لیکن پونجی ضائع ہو چکی تھی۔ سر جھکائے بیٹھے رہے
ڈھیروں انگور ترے بھرے ہیں ساقی لیکن۔ ہاتھ آتے نہیں وہ چار بھی واسطے ہمکو۔ وہاں سے بھی
ریل چلدی۔ اگلے اسٹیشن پر خلقت کا ہجوم تھا۔ وہاں ایک جیب مرد منقطع ریش دیہاتی وضع کے گھبرائے
[illegible]

آدمی کا آدمی ہر حال میں ہمدرد ہو ← اک ذرا سی بات پر چاہئے انسان کو انسان کی طرف داری اگرچہ وہ [illegible]
مسافر بہت خفا ہو رہے لیکن ہماری خاموشی نے سب کو ٹھنڈا کر دیا ← رقیب درد [illegible] [illegible] دریا
و سنگ [illegible] ہوئی پاس کی عنایت جب گئے جتنے تھے سب [illegible] ← جب گاڑی چلی تو [illegible]
مسافر نے اپنا بستر اور [illegible] ہوئی [illegible] پان اور اچار کے [illegible] کھول کر سامنے [illegible]
[illegible] کہ اگر [illegible] کو تو [illegible] [illegible] کھانا شروع کیا چاہئے [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] مولوی [illegible]
آئے تھے وہ فرماتے تھے کہ اگر ریل میں کھانا کھاؤ تو اپنے پاس والے کو بھی کھلا دیا کرو اس لئے
میں تھا [illegible] [illegible] تو ہم نے اسکو آسمانی توشہ سمجھکر کھانا شروع کیا اور پانی پی کر رزاق مطلق
کا شکر بجا لائے ← ہے دوست مجھو کے ہوا شکر گذار ← روکھی سوکھی جو ملی نان جویں تھوڑی سی
وہیں بچھا کے مصلیٰ پڑھا دوگانہ شکر ← اگر ملا شجر سایہ دار غربت میں ← اب مسافر بہت کم ہو گئے
تھے ہم بھی لیٹ گئے اور فرشتہ رحمت نے بھی کمر لگا کر آرام لیا دونوں غافل ہو گئے تھوڑی دیر کے
بعد آنکھ کھلی اور گاڑی ٹھہری تو معلوم ہوا کہ نور پور کا اسٹیشن گذر چکا یہ خان آباد کا اسٹیشن ہے۔ آج غفلت
پر بہت پچھتائے اور وہیں اتر پڑے۔ بوڑھے مرد کو اسی جگہ اس کو جانا منظور تھا اور وہیں تک کا ٹکٹ تھا
اس کو تو کسی نے کچھ نہ کہا لیکن ہمارا ٹکٹ دیکھکر بابو صاحب نے روک لیا کہ تم نے زیادہ سفر کیا ہے
[illegible] محصول ادا کرو ہم بہت گھبرائے یہاں تو ایک پیسہ بھی پاس نہ تھا۔ بوڑھا نکل کر دور چلا گیا تھا مگر
[illegible] دیکھکر واپس آیا اور بہت کچھ کہہ سن کر جتنا زیادہ سفر کیا تھا اس کا اصلی کرایہ پانچ پیسے اپنے
پاس سے ادا کر کے مصافحہ کر کے چلتا ہوا ← خضر راہ کہوں پیر طریقت سمجھوں ← یا فرشتہ اسے
[illegible] [illegible] [illegible] گیارہ بجنے کو آئے تھے وہیں ایک بنچ پر کمبل بچھا کر دراز ہو
گئے [illegible] [illegible] [illegible] ← جب رات کٹ گئی اور ← صبح صادق کا پھیلا
[illegible] [illegible] [illegible] سویرے سے اٹھکر نماز و وظیفہ پڑھا اور چار میل
[illegible] [illegible] [illegible] ← منزل [illegible] بڑی مشکل سے ہم [illegible] نے
[illegible] بجایا شوق آگے چلایا ← اسباب لئے ہوئے بہت تھک گئے تھے راستہ میں ملا ایک قلی گاڑی
کو دیکھکر پانوں [illegible] دو پیسے مقرر کرکے اسی کے سر پر اسباب رکھدیا اور شہر میں ایک اپنے شناسا کے

مکان پر پہنچے۔ دروازے پر آواز دی تو ان کے لڑکے نے اندر سے کہا کہ آج تو صبح کی گاڑی سے
الہ آباد گئے ہیں آٹھ روز میں واپس آویں گے مجبور واپس ہونا پڑا۔ تھوڑی دیر ادھر ادھر پھر کے مگر
تھکا ہو گیا تھا۔ تھک تھکا کے بیٹھ جاتے ہیں کیوں راہ دور ہے لوٹ کے تو ہم
الٹے قدم کے پاؤں ہے اور قلی نے تنگ آ کر کہا کہ جلدی بتاؤ اسباب کہاں رکھیں۔ قاضی جی کی مسجد میں
ایک بڑی سی مسجد ہے وہاں پہنچے۔ قلی نے کہا چلیے ہم نے کہا شاہ جی کو
ڈھونڈو ... نکلے ... کہا کون
... صاحب جاؤ ... قلی تھا بڑا ہوشیار اور چالاک
... اس نے مسجد کے متولی کا نام لیا کہ ہوں ...
... ایک گوشہ میں اسباب رکھنے کی اجازت دی ہے۔ اب تو غصہ کم ہوا
... قلی بھی رقم کھا کر چلا گیا اور ہم لیٹ گئے ہیں۔ جہاں جاتا ہوں وہاں چھاؤں
ڈھلی ہوتی ہے۔ ہائے کیا چیز غریب الوطنی ہوتی ہے! ابھی آنکھ نہیں جھپکی تھی کہ بہت سے آدمیوں
کے آنے کی کھڑکھڑاہٹ اور رونے کی آواز آئی۔ دیکھا تو ایک جنازہ آیا ہے۔ نماز پڑھی گئی لوگ چلے
گئے۔ ظہر کے وقت تک ہم بھوکے پیاسے ... ظہر کی اذان ہوئی اور دو جنازے اسی طرح
آئے۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ شہر میں ہیضہ کا زور ہے۔ سیکڑوں جانیں نکل گئی ہیں شہر میں
مارے گئے ہیں۔ سارے عالم میں پھر کے امن کی جا پہنچے اس شہر میں دیکھا کہ قضا ہی پہنچ
نماز کے بعد مسجد کے متولی صاحب سے ملاقات ہوئی جو بڑے خدا ترس اور مقدس آدمی تھے
انھوں نے حال سنا اور کہا کہ شہر میں مرض کا زور ہے۔ اگرچہ موت و حیات اپنے مقررہ
وقت سے ایک ساعت بلکہ لحظہ بھی آگے پیچھے نہیں ہو سکتی لیکن آپ یہاں کی حالت دیکھ کر
پریشان ہوں گے اور گھبراویں گے مناسب یہ ہے کہ آپ آج ہی تشریف لے جائیں یہ کہہ کر اٹھ کر
چلے گئے ہیں۔ وہ گھر میں گئے آئے کے عالی جناب پڑھا اپنے دل کا بیان اضطراب ... مرتے کو مارے
شاہ مدار یہاں تو پہنچ کر گھبرا رہے ہیں تھکے ہوئے متولی جی نے ڈرا دیا۔ رہے سہے حواس بھی غائب ہو گئے
ہیں۔ ہوا اس قدر دل پر غالب ہوا ہے۔ نہ کچھ ہوش باقی رہا نہ حواس۔ نہ گھر پیسا پاس نہ کوڑی۔ دل میں

کہا رہتے تھے کہ پاخانہ کہاں جائیں کیا کریں گزشتہ ہی میں متولی صاحب گھر میں سے آئے اور اپنے ستے پانچ روپیہ نذر کئے اور کہا کہ کھانے کا اس وقت انتظام نہیں ہو سکتا اس اثنا میں بڑی مسرت ہوئی [illegible] تاج ہو کے شکریہ ادا کیا سامان یوں غیب سے کر دیا پھر چلنے کی سوجھی اگرچہ [illegible] غالب ہو رہا تھا پر چلتے چلتے ایک باورچی کی دکان پر پہنچے [illegible] [illegible] اُدھر کی [illegible] پلاؤ کھایا [illegible] سے زیادہ ملیاں پڑی تھیں جی متلایا۔ پلاؤ دیکھا تو وہ کل شام کا باسی تھا صبح کی ہانڈی کی ہوا کا بچا ہوا بلکہ خمیر اٹھا ہوا۔ اگرچہ ایسا کھانا [illegible] غالب آگئی اور [illegible] باورچی [illegible] اس نے ایک طشتری بھر کر آگے رکھ دی [illegible] ضرورت ہوئی تو [illegible] نظر پڑا جس میں کرامت یہ تھی کہ کبھی ناپاک [illegible] رہتا [illegible] گندلا پانی [illegible] اس سے پانی پینے کو دل نہ چاہا [illegible] میں ایک [illegible] ایسی [illegible] میں تانگے کی سواری شایان نہ تھی اور اسٹیشن بھی کچھ دور نہ تھا لیکن اضطراب اور شہر سے نکلنے کی جلدی میں روانہ کو یکہ ٹھہرایا قلی کے نہ ملنے کا افسوس رہا جس کے دو پیسے کے قرضدار تھے پانی پیا ہاتھ دھو کر کمبل بستر یکہ پر رکھ کر روانہ ہوئے ریل پر پہنچے تو ابھی آدھ گھنٹہ کی دیر تھی ملنے کی بہت [illegible] آج ریل [illegible] نہیں آئی اب تک تو پنجاب میل [illegible] ٹکٹ لیا باقی روپے پیسے رومال کے کونے میں باندھے ایک آنہ کے امرود بچوں کے لئے اسٹیشن سے خرید کر باندھے بستر وغیرہ ایک خالی بنچ پر رکھ کر بیٹھ گئے پیاس لگی تو لوٹا یاد آیا ادھر دیکھا ادھر دیکھا نہ پایا تو بہت گھبرائے یاد آیا کہ نان بائی کی دوکان پر چھوٹا ہے۔ ادھر ٹکٹ لیا ہوا پاس اور گاڑی آنے کا اندیشہ [illegible] شوق کعبہ لئے جاتا ہے ہوس جانب دیر [illegible] اللہ بچائے اس میں کسکا کہنا [illegible] ٹکٹ تھا۔ چودہ آنہ کا اور لوٹا ڈیڑھ روپیہ کا اس لئے اسی کشمکش میں [illegible] دوکان پر پہنچے دوکاندار نے کہا مجھے معلوم نہیں [illegible] لڑکے سے پانی لا کر آپ کو دیا تھا وہ آجائے تو اس سے پوچھئے عجب مخمصہ کا عالم تھا اس طرف ریل کی گھڑیاں [illegible] خیر [illegible] [illegible] حق تعالیٰ نے [illegible] سر پر [illegible] کا [illegible] ہو گیا

اُس سے پوچھا تو اُس نے صاف انکار کر دیا۔ اب تو ہمارا حال کچھ نہ پوچھیے کہ ہوش و حواس نہیں رہے
میں پھر ہمارے رنج و غم کو دیکھ کر بادشاہی کو رحم آیا۔ اُس نے لڑکے کو علیحدہ بلا کر سمجھایا اور ڈرایا دھمکایا
تو اُس نے کچھ اقرار کیا اور پٹری کے نیچے سے نوٹ نکال کر لایا تو نوٹ کو دیکھ کر ہمارے ہوش و حواس
میں جان آئی [illegible]
[illegible]
[illegible] ہاتھ پر رکھا ہوا چھوٹ گیا۔ واہ قسمت لوٹنے کے تاوان [illegible]
[illegible] مصیبت یا رب! کس طرح صبر کروں دل کو
[illegible] نہیں کرتا مجبور ہو کر یکہ والے سے دو آنے
[illegible] بھاری گذر رہا تھا کہ گھوڑا شوخی اور بہت
[illegible] گاڑی کی آواز آئی۔ بس اس حالت کا کچھ بیان نہیں ہو سکتا ہے ایک گھڑی
[illegible] بال ہونے لگی۔ امید و بیم کی حالت میں اسٹیشن پر پہنچے
[illegible] ہوا دیکھتے ہیں کہ بنچ پر رومال بجنسہ رکھا ہے اور وہ قلی
قلی اس کے پاس کھڑا ہے کہنے لگا میں رومال پہچان کر نظر ہو گیا تھا کہ کہیں اِدھر اُدھر ہو گئے ہوں گے
یکہ بان کو بار بار کی آمد و رفت کے چھ آنے نقد ادا کیے قلی کی دیانت داری دیکھا چاہیے دو
پیسے کے ایک آنہ دے دیا۔ گاڑی بھی تیار تھی سوار ہوئے اور تین چار گھنٹے میں ملیح آباد پہنچ
گئے اور تیسرے روز اہل و عیال سے آ ملے جب کبھی جان سے [illegible]
منتوں سے مجھے تقدیر ملاتی ہے اور خدا کا شکر ادا کیا کہ گو تکلیف ہوئی نقصان بلا
آئی اور کچھ نقد بھی ہاتھ لگا فالحمد للہ علی ما مضی والحمد للہ علی ما بقی
ہوا الک زبان سے کیا ممکن ہے شکر اس بے شمار نعمت کا۔ مولوی صاحب اسی قسم کے
واقعات سنا کر ہنسایا کرتے تھے۔ اب وہ ایسے گزر گئے کہ کوئی جانتا بھی نہیں۔ تمام مصیبتیں دور
ہو گئیں تمام کلفتیں جاتی رہیں [illegible] ہر شخص کو خیال کرنا چاہیے کہ دنیا کے تمام حالات و واقعات
خواب و خیال ہو جاتے ہیں۔ صرف چند روزہ قصہ ہے سب مصیبتیں اور تکلیفیں ختم ہو جاتی
[illegible] ارحم الراحمین مولوی صاحب مرحوم کی مغفرت فرما کر جنت [illegible]

مار مولف اور ناظرین وسامعین کو بھی عافیت دارین
مۃ سیدنا ومولانا محمد صلی اللہ علیہ و

## ہت

# بے ثباتی

غرہ عبث ہے زندگی مستعار پر
اس گھر میں تجھ سے پہلے بھی کوئی مقیم تھا
بے توقف نہیں اسباب [illegible]
دیر کتنی ہے اجل آج نہیں کل آئی
چھوڑ دو بھی خیال ہوس خام جوانی
آئی کبھی آواز جرس کی نہ فغاں کی
وہ کیف جنوں وہ دل ترانی دیکھی
آج ان کی لحد پہ نوحہ خوانی دیکھی
اک حال پہ قائم نہیں حاشا پایا
گویا کہ خواب دیکھ رہے ہم ہیں خواب میں
یہاں نہیں غافلو یہ ہے وہ اک ہفتہ کا مہمان ہے
دے خوشی سب کے دلوں کو ور [illegible] پہنچا ضرر
کہتا ہے میزبان سے کہ خود میزبان ہیں ہم
مسلم سارے عالم پہ ہی قانون حکم ہے
اسے حیات فانہ بردوش ہوں [illegible]

چشم عبرت سے ذرا [illegible] کر غافل
[illegible] تو کیا
[illegible] کیا کیا
[illegible] عالم میں
اُدھر [illegible]
سحر ہوئی ہے کھلا ہے سرا کا دروازہ
ہے کشور عدم میں خدا جانے سیر کیا
نہ بھول اس زندگی پہ غافل نہیں ہے کچھ اعتبار اسکا
[illegible] انتقام کا بھی
یوں بیٹھے بیٹھے ہو گئے دن زیست کے تمام
کل جو آباد تھا گھر آج اُسے ویران دیکھا
قبر کی چاہئے [illegible] مکان کے بدلے
اک دن منزل ہستی سے گزرنا ہے ضرور
بے نشان نام بھی ہو جائے گا اک دن اپنا
لاش پر عبرت یہ کہتی ہے امیر
زمین قصر سلاطین سے آ رہی ہے صدا
کیا ہستی و عدم کا کہیں حال اے امیر
زندگی تک ہے یہ سب طبل و علم شوکت و جاہ
فرصت قضا نے آ دم واپسیں نہ دی
پائیں پہ [illegible] رہ گئے
مسافر تھے عدم کی سیر کرنے یاں بھی آئے تھے
کوئی دنیا میں جو آتا ہے [illegible]
[illegible]

چل بسے [illegible] ہیں لاکھوں [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
اُدھر لباس اِدھر ہے کفن کی تیاری
مسافروں سے ہو کوچ کی ہے تیاری
آیا نہ پھر کے منزل ہستی سے جو گیا
کر راہ لی [illegible] اک دن عدم کا رستہ تجھے بتا کر
امیر جام کر لیں غریب کا جھونپڑا جلا کر
کشتی میں جیسے ساکن کشتی رواں ہے
روز بستے تجھے اور گور غریباں دیکھا
وہ خردمند ہے جو گور کو مسکن سمجھا
چار دن کے لئے ناداں ہے جو گھر لیتا ہے
خاک ہو جائیگا [illegible] سر دفن کب تک
آ رہے تجھ کو دنیا میں اُس دن کے لئے
کہ آج منزل عشرت ہوں کل مزار ہوں میں
اس گھر سے تنگ جب ہوئے اُس گھر چلے گئے
آیا جب خواب اجل ہو گیا قصہ کوتاہ
ٹھہری نہ آہ زندگی [illegible]
احباب سے چلے ہیں ہوئے [illegible] حیف
رہتے یاں جب تلک قسمت میں [illegible] آب و دانہ تھا
ہے ضرور اک دن [illegible] چھوڑ اسکے جانے والا
ایک دن سب کے لئے وقت ہے آنے والا

یوں سمجھ لو کہ یہ دنیا ہے سرائے فانی
چھوڑ دینا کہ یہ اک خواب ہے اور وہم و خیال
اب تلک [illegible] کشتی [illegible]
[illegible]
[illegible]

اس جہاں میں ہے لطف عیش اسکو
ایک دن جائے گی بدن سے روح

ذاتِ واحد کے سوا سب کو فنا ہوتی ہے
زندگی خواب ہے اور خواب کی حالت یہ ہے
موت آئے گی تو اسوقت تو ہوگا بیدار
زندگانی کا نہیں کچھ اعتبار
کیا بساط اس کی ہے انسان ضعیف البنیان
یہاں دعویٰ کسی کا اور میری چل نہیں سکتی
وہ کون ہے جسے اے مرگ تونے چھوڑا ہو
اسی نے قیس کو جنگل میں جا دبایا تھا
ملا ہی دیتی ہے مٹی میں داد دے دے کر
کب اجل سنتی ہے پر غم داستان بیکساں
اجل کے ہاتھ سے اے دل بچے گا نہیں کوئی
میں ہوں کیا چیز دلا خاک نشین مور ضعیف
[illegible] انجام ہیں ز دور اندیش
موت جا تو قیامت سنے
کوئی محتاج ہو یا بادشاہ ہفت کشور ہو
[illegible] تاجی [illegible] کشور ستانی [illegible]

اس میں آنا ہے جیسے [illegible] جو کہ [illegible] سنے والا
یا نہیں حق کی تو رہ دل کو لگانے والا
ملک الموت ہے پیغمبر میں دنیا میں والا
بد تر از موت ہے یہاں کی حیات
مجنوں ہے نہ ناقہ ہے نہ لیلیٰ ہے نہ محمل ہے
جس نے ماری ہے اس جہاں پہ لات
ایک دن آئے گی اسے سکرات
کیا کوئی چیز بھی ہے جسکو بقا ہوتی ہے
آنکھ کھلتی ہے تو پھر کچھ بھی نہیں ہوتا ہے
زندگی میں یہ سمجھ لے کہ پڑا سوتا ہے
یاد کر لے اپنے خدا کو مرد کار ہو
شیر بھی موت کے جنگل میں ہے شل روباہ
گھڑی وعدے کی جس دم آن پہنچی ٹل نہیں سکتی
وہ کس کا جامہ ہے جسکو نہیں کیا میلا
اسی کے ہاتھ سے پامال ہو گئی لیلا
زمانہ تجھکو سمجھتا ہے اے اجل چھیلا
اب یہیں اشک اپنا ظاہر بیکار ہے
نہ چھوڑا دوست کو اسنے نہ چھوڑے گی یہ دشمن کو
کر دیا موت نے اورنگ سلیمان خالی
موت کو یاد کرتے ہیں دن رات
قبر کو سمجھو ہمسر حیات
نہیں ممکن کہ جز گور و کفن کچھ بھی ساتھ جاوے
گئے وہ بیلیں سب شل تھے جو پہلوان ہیں

سدا رہے وہ نہیں [illegible] جن کا بستا کہیں
ہوا جب خوار کتنا تھا قسمت [illegible] تھا
کہاں ہیں حاتم و قارون کہاں [illegible] سکندر و دارا
ظہیر کو شمس [illegible] اپنے عہد [illegible]
نہیں معلوم کیا [illegible] گذر گئے [illegible]
جھکا [illegible] ناز [illegible] کرتے تھے بسر
[illegible] نشان [illegible] دنیا [illegible]
یہ آج اُن کی ہے نوبت نشان تک بھی نہیں
کہاں وہ تاج فریدون کی تھی جو آرائش
اُٹھ گئے لے حفیظ دنیا سے
گورے کالے ہوتے ہیں یکرنگ ملکر خاک میں
خاک ہو جاتے ہیں دونوں خاک میں ملکر گیا
[illegible] شاہی سایہ افگن [illegible]
حال ہے [illegible] بالکل [illegible]
کیسے کیسے شاہ عالیشان تھے
پوچھتا کوئی نہیں جب مرگئے
کیسے کیسے نوجوان خوش [illegible]
کیسی کیسی دولہنیں نازک بدن
کیسے کیسے [illegible] اہل
وعظ کی مجلس کیا کرتے تھے گرم
کرتے تھے شرعی مسائل کا بیان
[illegible]
[illegible]

ہم چھوڑا ہو [illegible] باقی کسی کو دنیا [illegible]
[illegible] ملکر [illegible] عشرت کا
کہاں ہے جام جم [illegible] کہاں تخت سلیمان ہے
[illegible] خاک [illegible] شہنشاں ہے
[illegible]
آہ اُن کی خاک پر اب بیکسی ہے نوحہ گر
آہ فرش خاک پر سوتے ہیں وہ بادشاہ
لئے جو پھرتے تھے کل نوبت و نشان کیا کیا
کہاں وہ تخت سلیمان کی تھی جو تیاری
اپنی صحبت کے کیسے کیسے لوگ
[illegible] خاک میں [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
کیوں ہوا اور کیوں پڑے ہو لیٹے [illegible]
خاک کے نیچے پڑے ہیں گلعذار
خاک نے سب کھا لیے [illegible]
[illegible] خاک میں اُن کو اجل
[illegible] کیا کرتے تھے نرم
[illegible]
[illegible]
[illegible]

کیسے کیسے تھے طبیبان ذکی
مرض آیا موت کا اور چل بسے
کیسے کیسے پہلوان زوردار
کیسے کیسے باغ و محلات کھڑے
بسنے والا ان میں کوئی بھی نہیں
کیسے کیسے ننھے بچے کھیلتے
دل کی جو ٹھنڈک تھی اور آنکھوں کا نور
صبر کر بچوں کے مرنے پر عزیز
پاک آئے پاک دنیا سے گئے
سرِ راہ عدم گورِ غریباں کیسی بنی ہے
چل سوئے گورِ غریباں اے عزیز باجاہ
عزیزوں سے جدا احباب سے ناآشنا ہو کر
پڑے ہیں سوتے تنہا سب یہ گور نے کہا
کسی وقت جا کر دو غور ان میں
تو پاؤ گے اڑتے ہوئے لیے وہ جسے
اکثر حور خوش شکل پیکر جلیت
ملی ہستیاں ان کی ہوا ہستی میں
نہیں جانتا نام بھی کوئی ان کا
ملے ایک ایک کر کے یہ تک پہ چلے
مٹی میں کہتی ہے حسرت قبر وقعت سے
لحد میں آ کے پڑا بوجھ سیکڑوں من کا
نکلی تنہا غریب کے پیچھے کیسی جان
صدا آتی ہے شتابی سے یہ گورِ غریباں کے

مہوشان دلدار وہ ان سے ہو سکی
سب دوائیں اور نسخے رہ گئے
چھپ گئے ہیں آج وہ زیرِ مزار
آج ہیں سنسان اور اجڑے پڑے
جا بسے قبروں میں سب زیرِ زمیں
گود سے ماں کی قبروں میں گئے
بھر گئے ان سے بیابان دار القبور
حق اگر بخشے تجھے عقل و تمیز
ہم گناہوں کے لئے یاں رہ گئے
کہیں غربت برستی ہے کہیں حسرت برستی ہے
دیکھ کتنی آرزوئیں لے کر مدفن ہو گئیں
پڑے ہیں کنجِ تنہائی میں اب سب سے جدا ہو کر
مر کے پہنچا ہے یہ مسافر وطن کے پاس
مقابر جو ہیں اگلے قبروں سے باہر
ہیں جن میں نہاں فخرِ تیمور و بابر
زمینوں کے سرتاج شاہوں کے افسر
سروالوں کی جبیں سائی ہے جن پر
زمیں ہو گئی ہے لحد کی برابر
لگی حسرت جو کل گورِ غریباں کی طرف
کیوں نہیں کرتے ہو اب صاحبقرانی پر گھمنڈ
کسی کی جس سے ہوتی تھی نازبرداری
حسرت ویرانی ہے ہمارے مزار پر
شمعیں ہیں ویرانہ بھرا ہے یہاں وہ لوگ بستے ہیں

کیا زندگی کو دیکھ کر میں روتا ہوں
تماشا دیکھ گورستان میں نیرنگ زمانہ کا
صدا یہ قبر سے پیدا ہو دل کو آتی ہے
ہزاروں گور سے وقت [illegible]
قبر کی [illegible]
فنا [illegible] ہیں
پڑے ہیں کنج مرقد میں کفن پہنے ہوئے غافل
جب بدن سے جان نکلے گی [illegible]
گور کی منزل نہایت ہے کٹھن
احباب دفن کر کے ہمیں چلے گئے
پوچھا نہ اقربا نے بھی آکر اجل نصیب
پوچھا کسی نے نہ [illegible] فنا
گرتے ہیں گور کے پھینک آئے اقربا مجھکو
نذر ہیں کرتی ہیں انسان کو دنیا کی ہلاک
چشم عبرت سے ہم نے دیکھا تو
اک طرف شور و غل ہے عیش و خوشی
پھول ہنستا ہے اور کلی ہے چپ
[illegible] جہان کے پست و بلند پر
زیر گردوں کسکو کہئے عیش میں راحت پہ ہے
قیام اپنا ہوا اس محنت سرائے دہر میں کیونکر
گل ہے ہی استادہ شبنم ہے باغ میں
جسے تو زیست سمجھا ہے یہ قید [illegible] ہے
باطن میں غم ہے عشرت دنیا سے ظاہری

گور میرا کبھی ہوتا ہے سبب گور غریباں پہ
جو گل ہیں خندہ زن زرد ہو [illegible] شمع مدفون پر
اجل جو [illegible]
[illegible]
وہ شخص ہے جو گور کو مسکن سمجھا
جسکو آغوش سے کرتی تھی نہ مادر باہر
جو بچھونے کبھی ساتھ نہ کمخواب و حشم میں
ہڈیوں میں خاک سب بھر جائے گی
آبرو رکھ لے ہماری ذوالمنن
آئے نہ دیکھنے کوئی سو گئے عزا حیف
کٹتے ہیں کس طرح ترے لیل و نہار حیف
صحرا میں کس غریب کا ہے یہ مزار حیف
سلوک خاک کیا سر کا بوجھ اٹھا کر [illegible]
زہر دیتی ہیں یہ ظالم شکر [illegible] ساتھ
اس جہاں کا عجیب عالم ہے
اک طرف آہ و درد و ماتم ہے
روتی دونوں کے منہ پہ شبنم ہے
جو آج پائمال ہے کل سر فراز ہے
جسکو دیکھو کہ تھی انجمن نئی آفت میں ہے
جہاں آفت پہ آفت ہو وہاں آرام کیا ہمکو
رونے کا یہ مقام ہے ہنسنے کی جا نہیں
جسے تو عیش سمجھا ہے وہ مقصود مسلم ہے
[illegible] ہے [illegible] عیب کا

## تقریظ ... شیخ الہند یعنی حضرت مولانا محمود حسن صاحب ... [illegible]

**ایضاح الادلہ** — [illegible] حضرت مولانا محمد قاسم صاحب [illegible] حضرت مولانا [illegible]
کتاب [illegible] حضرت رحمۃ اللہ علیہ [illegible] خوشنودی اور برکت [illegible] فرمایا تھا [illegible]
اور یہ کتاب [illegible] اعتراضات [illegible] قاضی [illegible] جواب [illegible]
[illegible] روایات [illegible]
[illegible] حضرت مولانا [illegible] قاضی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] کتاب [illegible]

[illegible]

**ادلہ کاملہ** — [illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

بستی وہ لئے آباد کوئی آ کر ہوتا [illegible]
مسند شاہی سے بہتر بوریائے فقر ہے
سامنا رہتا ہے اندوہ و الم کا ہر وقت
کھلا یہ غمکدہ دہر میں ہم پہ سکی حال
دنیا میں کہیں جو عیش وہ بہجت کم نہیں
کبھی ہوتی نہیں ہوتی ہے سرائے دنیا
وہ کرشمے شان رحمت نے دکھائے روز حشر
کہیں نہیں تری درگاہ کے سوا یارب
فقط امید ہے بخشش کی تری رحمت سے
ترے سوا ہے رحیم و کریم کس کی ذات
نزع میں جب حال ہو میرا اخیر

دار فانی [illegible] ہے حسرت و افسوس کا
ہے یہی اسباب کافی عالم اسباب میں
ایک دم غمکدہ دہر میں دلشاد نہیں
عدم سے آئے تھے رنج و ملال لینے کو
حسرت یہ ہے لحد میں کہ دنیا میں ہم نہیں
اور وہیں آ گئے دوچار جو جہان سے اٹھ کے
چیخ اٹھا ہر یکہ میں بھی گنہگاروں میں ہوں
فلک زدوں کا ٹھکانا خراب حالوں کا
دگر نہ عفو کے قابل مرے گناہ نہیں
نجات کس سے طلب ہم گناہگار کریں
یاالٰہی خاتمہ بالخیر ہو

**عرض مؤلف** - بندہ نے یہ اشعار اکثر مستند اساتذہ کے کلام سے انتخاب کئے ہیں اور بعض ماہواری رسائل سے۔ اور جو اشعار [illegible] اور بعض [illegible] جائیں ان کو "ایجاد بندہ اگرچہ گندہ" خیال کرنا چاہیے۔ ناظرین میں جو صاحب ناپائیداری دنیا اور بے ثباتی عمر وغیرہ کے اشعار [illegible] لکھے ہوئے پاویں تو ایک کارڈ پر لکھا احقر کے پاس بھیج دیں۔ [illegible] بھیجنے والے صاحبوں کا نام ظاہر کر دیا جائے گا۔

میرا پتہ
[illegible] محمد صدیق [illegible] دارالعلوم [illegible]
(ضلع سہارنپور)

[illegible]
(قیمت)
**مسائل الاختلاف**
مؤلفہ مولانا سید اصغر حسین صاحب مدرس دارالعلوم دیوبند [illegible]
سنہ ۱۳۳۲ھ تک انشاءاللہ تعالیٰ مرتب ہو گی [illegible]
[illegible]